آیاتها ١١٢ — سُوْرَةُ الْاَنْبِيَآءِ مَكِّيَّةٌ ٢١ — رکوعاتها ٧

امام النحاس نے الناسخ میں اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ سورۃ الانبیاء مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام بخاری اور ابن الضریس رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سورۃ بنی اسرائیل، الکہف، مریم، طٰہٰ اور الانبیاء یہ وہ سورتیں ہیں جو مکہ میں نازل ہوئیں اور میں نے سب سے پہلے سیکھیں۔(1)

امام ابن مردویہ، ابونعیم نے الحلیہ میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے پاس ایک عربی آیا تو عامر نے اس کا نہایت عزت واحترام کیا، اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے کلام فرمائی، وہ شخص آیا تو اس نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک وادی طلب کی ہے جس سے بہتر عرب میں کوئی وادی نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تیرے لیے اس میں سے کچھ حصہ علیحدہ کردوں، جو تیرے اور تیری اولاد کے کام آئے۔ عامر نے کہا: ہمیں تیری جائیداد کی ضرورت نہیں، آج ایک سورت نازل ہوئی ہے، اسی نے ہمیں دنیا کی ساری لذتیں بھلا دی ہیں: اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۝۔(2)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحم فرمانے والا ہے

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۚ (١) مَا يَأْتِيْهِمْ مِّنْ
ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۙ (٢) لَاهِيَةً
قُلُوْبُهُمْ ۗ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ۖ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ
مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ (٣) قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ
فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۖ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (٤) بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ
اَحْلَامٍ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۚ فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ
الْاَوَّلُوْنَ (٥) مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ (٦)
وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ
اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (٧) وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا

1۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 693، وزارت تعلیم اسلام آباد　　2۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 1، صفحہ 179، مطبعۃ السعادۃ مصر

كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ۝۸ ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَ مَنْ نَّشَآءُ وَ
اَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ۝۹ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ؕ اَفَلَا
تَعْقِلُوْنَ ۝۱۰ وَ كَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّ اَنْشَاْنَا بَعْدَهَا
قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ۝۱۱ فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ۝۱۲ لَا
تَرْكُضُوْا وَ ارْجِعُوْۤا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَ مَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ
تُسْـَٔلُوْنَ ۝۱۳ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝۱۴ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ
حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ۝۱۵

’’قریب آ گیا ہے لوگوں کے لیے ان کے (اعمال کے) حساب کا وقت اور وہ غفلت میں منہ پھیرے ہوئے ہیں۔ نہیں آتی ان کے پاس کوئی تازہ نصیحت ان کے رب کی طرف سے مگر یہ کہ وہ سنتے ہیں اسے اس حال میں کہ وہ (لہو) لعب میں (مگن) ہوتے ہیں۔ غافل ہوتے ہیں ان کے دل اور (آپ کے خلاف) سرگوشیاں کرتے ہیں ظالم (وہ کہتے ہیں) کیا ہے یہ مگر ایک بشر تمہاری مانند تو کیا تم پیروی کرنے لگے ہو جادو کی حالانکہ تم دیکھ رہے ہو (کہ یہ تمہاری طرح بشر ہے)۔ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے فرمایا میرا رب جانتا ہے جو بات کہی جاتی ہے آسمان اور زمین میں اور وہی ہر بات سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔ وہ کہتے ہیں بلکہ یہ پریشان خواب ہیں نہیں بلکہ اس نے خود گھڑا ہے اسے نہیں بلکہ وہ شاعر ہے (اگر وہ سچا نبی ہے) تو لے آئے ہمارے پاس کوئی نشانی جس طرح بھیجے گئے تھے پہلے انبیاء۔ نہیں ایمان لائی ان سے پہلے کوئی بستی جسے ہم نے تباہ کیا تھا تو کیا اب یہ لوگ ایمان لے آئیں گے۔ اور نہیں رسول بنا کر بھیجا ہم نے (اے حبیب!) آپ سے پہلے مگر مردوں، کو ہم نے وحی بھیجی ان کی طرف پس (اے منکرو!) پوچھو اہل علم سے اگر تم (خود حقیقت حال کو) نہیں جانتے۔ اور نہیں بنائے ہم نے انبیاء کے (ایسے) جسم کہ وہ کھانا نہ کھاتے ہوں اور نہ ہی وہ (اس دنیا میں) ہمیشہ رہنے والے تھے۔ پھر ہم نے سچا کر دکھایا انہیں (جو) وعدہ (ہم نے ان سے کیا تھا) پس ہم نے نجات دی انہیں اور ان لوگوں کو جن کو ہم نے (بچانا) چاہا اور ہم نے ہلاک کر دیا حد سے بڑھنے والوں کو۔ بے شک ہم نے اتاری تمہاری طرف ایک کتاب جس میں تمہارے لیے نصیحت ہے کیا تم (اتنا بھی) نہیں سمجھتے۔ اور کتنی بستیاں ہم نے برباد کر دیں (کیونکہ) وہ ظالم تھیں اور ہم نے پیدا فرما دی ان (کی بربادی) کے بعد ایک دوسری قوم۔ پس جب انہوں نے محسوس کیا ہمارا عذاب تو فوراً انہوں نے وہاں سے بھاگنا شروع کر دیا۔ اب مت بھاگو اور واپس لوٹو ان

WWW.NAFSEISLAM.COM

آسائشوں کی طرف جوتمہیں دی گئی تھیں اور لوٹو اپنے مکانوں کی طرف تاکہ تم سے باز پرس کی جائے۔ کہنے لگے وائے شومیئ قسمت ہم ہی ظالم تھے۔ پس وہ یونہی شور و پکار کرتے رہے یہاں تک کہ ہم نے انہیں کٹے ہوئے کھیت (اور) بجھے ہوئے (انگاروں) کی طرح کر دیا''۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ وہ امر دنیا کی وجہ سے غفلت میں منہ پھیرے ہوئے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ کے تحت روایت کیا ہے: لوگوں کے لیے ان کے حساب کا وقت قریب آگیا ہے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔ (1)

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ یعنی قرآن حکیم میں سے جو حصہ ان کے رب کی طرف سے ان کے پاس آتا ہے۔ لَاهِيَةً کا مطلب غافلة ہے۔ اَسَرُّوا النَّجْوَى ۖ الَّذِينَ ظَلَمُوا۔ اور آپ کے خلاف سرگوشیاں کرتے ہیں ظالم۔ اَسَرُّوا کا فاعل الَّذِينَ ظَلَمُوا ہے اور النَّجْوَى مفعول ہے اور اَسَرُّوا میں واؤ علامت جمع ہے یا واؤ جمع فاعل ہے اور الَّذِينَ ظَلَمُوا اس سے بدل ہے۔

ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کیا ہے کہ وَ اَسَرُّوا النَّجْوَى یعنی وہ آپس میں سرگوشیاں کرتے ہیں، هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اس سے محمد ﷺ مراد ہے، اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وہ کہتے محمد ﷺ کی متابعت جادو کی متابعت ہے۔ قُلْ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرا رب غیب کو جانتا ہے، اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ فرماتے ہیں: اس سے مراد باطل خواب ہیں۔

امام ابن مندہ، ابونعیم نے المعرفہ میں اور بیہقی نے سنن میں اور ابن عدی رحمہم اللہ نے حضرت جندب البجلی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک جادوگر کو قتل کیا تھا جو ولید بن عقبہ کے پاس تھا۔ پھر اس نے کہا اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ احلام سے مراد خواب ہیں، بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ اس سے یہ سب کچھ ہوتا ہے، فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ جیسے موسیٰ اور علیہ السلام اور دوسرے رسل معجزات لے کر آئے تھے۔ یہ بھی اپنی صداقت کے کوئی نشان لے کر آئے۔ مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا۔ یعنی رسل جب اپنی اپنی قوم کے پاس دلائل توحید اور معجزات نبوت لے کر آئے تو وہ نہ ایمان لائے اور نہ انہیں مہلت دی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اہل مکہ نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ اگر وہ سچ ہے جو آپ کہتے ہیں اور ہمارا ایمان لانا آپ کے لیے باعث راحت و مسرت ہے تو ہمیں یہ صفا کی پہاڑی سونے میں تبدیل کر دے، اس وقت جبرئیل امین آپ کے پاس تشریف لائے اور کہا اگر آپ چاہیں تو وہ بھی ہو جائے گا جو آپ کی قوم آپ سے مطالبہ کر رہی ہے لیکن اگر یہ ہو گیا اور پھر یہ ایمان نہ لائے تو انہیں مہلت نہیں دی جائے گی اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ کی قوم کو مہلت دوں۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا: میری قوم کو مہلت دو۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 240 (35682)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

نازل کی مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ۔(1)

ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے: اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ یعنی کیا اب یہ لوگ اس کی تصدیق کریں گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ یعنی ہم نے ان کے ایسے جسم نہیں بنائے کہ وہ کھانا نہ کھاتے ہوں، ہم نے ان کے ایسے جسم بنائے جو کھانا کھاتے تھے۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ یعنی پہلے انبیاء ورسل ہمیشہ اس دنیا میں رہنے والے نہ تھے، انہوں نے بھی موت کا ذائقہ چکھا اور ان کے لیے اس عمل سے گزرنا ضروری تھا۔

اَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ۔ الْمُسْرِفِيْنَ سے مراد مشرکین ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ فِيْهِ ذِكْرُكُمْ سے مراد فِيْهِ شَرَفُكُمْ ہے یعنی اس میں تمہارے لیے عزت وشرف ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ذِكْرُكُمْ سے مراد حَدِيْثُكُمْ (تمہاری بات) ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ذِكْرُكُمْ سے مراد دِيْنُكُمْ ہے۔ یعنی تمہارا دین تمہاری کتاب میں محفوظ کر دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ اس میں اس چیز کا ذکر ہے جو تم چاہتے ہو اور اس میں تمہاری دنیا وآخرت کے امور کا تذکرہ ہے۔

ابن مردویہ نے کلبی عن ابن عباس کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے حمیر قبیلہ سے ایک نبی مبعوث فرمایا جس کو شعیب کہا جاتا تھا، اس پر ایک غلام جھپٹا اور اسے ڈنڈا مارا۔ پس اس قوم کی طرف بخت نصر گیا۔ اس نے ان کے ساتھ جنگ کی اور انہیں قتل کیا حتی کہ ان کا ایک فرد بھی باقی نہ رہا۔ ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا و کم اهلکنا الخ۔

امام عبد الرزاق، ابن المنذر اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت کلبی رحمہ اللہ سے وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ ان بستیوں سے مراد بنی ازد کے قلعے ہیں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے قَصَمْنَا کا معنی ہلاک کرنا روایت کیا ہے، لَا تَرْكُضُوْا یعنی بھاگو مت لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ یعنی تاکہ تم سمجھ جاؤ۔

امام ابن ابی حاتم نے ربیع سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ جب منکر قوم نے عذاب محسوس کیا تو انہوں نے ایمان کی طرف لوٹنا چاہا اور وہ عذاب سے بھاگے تو ارشاد ہوا بھاگو مت! پس انہوں نے جان لیا کہ ان کے لیے کوئی راہ فرار نہیں ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے يَرْكُضُوْنَ کا معنی يَفِرُّوْنَ روایت کیا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 8، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 382 (1850)

marfat.com

Marfat.com

امام عبدالرزاق، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَارْجِعُوْۤا اِلٰى مَاۤ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ کے تحت روایت کیا ہے، تم پلٹو اپنی اس دنیا کی طرف جس پر تم گھمنڈ کرتے تھے اور اتراتے تھے لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ تاکہ تم سے تمہاری دنیا کے متعلق باز پرس کی جائے، یہ ارشاد ان سے بطور استہزاء تھا فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ یعنی جب انہوں نے عذاب الٰہی کا آنکھوں سے مشاہدہ کیا تو پھر ان کا صرف یہی شور وغوغا تھا وائے شومیٔ قسمت ہم ہی ظالم تھے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے عذاب کی چکی میں پیس ڈالا اور نیست و نابود کر دیا۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے وَارْجِعُوْۤا اِلٰى مَاۤ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ کے تحت روایت کیا ہے کہ تم اپنے گھروں اور اپنے اموال کی طرف لوٹ جاؤ۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ شور و پکار کرنے والے اہل حصون تھے جنہوں نے اپنے نبی کو قتل کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بخت نصر کو مسلط فرمایا۔ اس نے انہیں قتل کیا حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ حتی کہ فرشتوں نے انہیں تلواروں سے چہروں پر مارا حتی کہ وہ اپنے گھروں کی طرف لوٹ گئے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے محررین میں سے ایک شخص نے بتایا کہ یمن میں دو شہر تھے۔ ایک کا نام حضور تھا اور دوسرے کا نام بھی بتایا۔ پس وہ لوگ مال و دولت، حشمت وثروت پر اترانے اور گھمنڈ کرنے لگے حتی کہ انہوں نے اپنے دروازے بند کر لیے تھے، جب ان کا غرور و تکبر حد سے بڑھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف ایک نبی مبعوث فرمایا جس نے انہیں دعوت توحید، اور پیغام رسالت پہنچایا لیکن ان بدبختوں نے اپنے اس محسن نبی کو قتل کر دیا، اللہ تعالیٰ نے بخت نصر کے دل میں ان سے جنگ کرنے کی خواہش ڈال دی۔ اس نے ان کی طرف ایک لشکر روانہ کیا، انہوں نے اس سے جنگ کی اور لشکر کو شکست دے دی، پھر وہ لشکری بخت نصر کے پاس شکست خوردہ ہو کر واپس آئے، بخت نصر نے دوسرا لشکر بھیجا جو پہلے لشکر سے زیادہ اسلحہ اور سامان حرب سے مسلح تھا، پس انہوں نے دوسرے لشکر کو بھی شکست دے دی، جب بخت نصر نے یہ کیفیت دیکھی تو اس نے خود معرکہ میں شریک ہونے کا ارادہ کیا۔ اس نے خود جنگ میں حصہ لیا اور انہیں شکست دی حتی کہ وہ اپنے گھروں سے نکل کر بھاگے تو انہوں نے ایک آواز سنی بھاگو مت اور لوٹو ان آسائشوں کی طرف جو تمہیں دی گئی تھیں، پس وہ لوٹے پھر انہوں نے ایک آواز سنی نبی کا انتقام! پس انہیں تلواروں کے ساتھ قتل کیا گیا۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا کے تحت روایت کیا ہے ہم نے انہیں (درانتی سے) کاٹی ہوئی فصل کی طرح کر دیا خٰمِدِيْنَ جس طرح بجھے ہوئے کوئلے ہوتے ہیں۔

امام الطستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے پوچھا: مجھے خامدین کے متعلق بتاؤ تو ابن عباس نے فرمایا: اس کا مطلب میتین (مردہ) ہے۔ اس نے کہا کیا عرب یہ معنی

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 382 (1851)، دارالکتب العلمیہ بیروت

جانتے ہیں؟ ابن عباس نے کہا ہاں، تو نے لبید بن ربیعہ کا قول نہیں سنا:

خَلَوْا ثِيَابَهُمْ عَلَى عَوْرَاتِهِمْ فَهُمْ بِأَفْنِيَةِ الْبُيُوتِ خُمُوْدُ

''ان کے کپڑے ان کی شرم گاہوں سے جدا تھے اور وہ اپنے گھروں کے صحنوں میں مردہ پڑے تھے''۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿۱۶﴾

''اور نہیں پیدا فرمایا ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے دل لگی کرتے ہوئے''۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے زمین و آسمان بطور کھیل، تماشا پیدا نہیں کیے (بلکہ اس جہان رنگ و بو میں کئی مضمر حکمتیں ہیں)۔

لَوْ اَرَدْنَاۤ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّاۤ ۖ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۱۷﴾ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ؕ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ﴿۲۰﴾

''اگر ہمیں یہی منظور ہوتا کہ ہم (اس کائنات کو) کھیل تماشہ بنائیں تو ہم بنالیتے اسے خود بخود (ہمیں کون روک سکتا تھا) مگر ہم ایسا کرنے والے نہیں۔ بلکہ ہم تو چوٹ لگاتے ہیں حق سے باطل پر پس وہ کچل دیتا ہے اور وہ یکا یک ناپید ہو جاتا ہے اور (اے باطل پرستو!) تمہارے لیے ہلاکت ہے ان (نازیبا) باتوں کے باعث جو تم بیان کرتے ہو۔ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو (فرشتے اس کے نزدیک ہیں وہ ذرا سرکشی نہیں کرتے اس کی عبادت سے اور نہ ہی وہ تھکتے ہیں۔ وہ (اس کی) پاکی بیان کرتے رہتے ہیں رات اور دن وہ اکتاتے نہیں''۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لَوْ اَرَدْنَاۤ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا میں لَهْوًا سے مراد بیٹا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے لَوْ اَرَدْنَاۤ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا کے تحت روایت کیا ہے کہ اگر میں نے بیٹا بنانا ہوتا تو میں فرشتوں کو اپنا بیٹا بناتا۔

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لَهْوًا سے مراد عورتیں ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یمنی زبان میں لَهْوًا عورت کو کہتے ہیں۔

امام ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اہل یمن کی لغت میں لہو عورت کو کہتے ہیں، اِنۡ كُنَّا فٰعِلِيۡنَ یعنی یہ ہمارے لیے مناسب نہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم النخعی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لَهۡوًا سے مراد عورتیں ہیں یعنی ہم خود بخود آہوچشم حور میں سے بیویاں بنا لیتے (اگر ہم چاہتے لیکن یہ ہماری شان الوہیت کے منافی ہے)۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَهۡوًا کا مطلب لعباً (کھیل تماشہ) روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے لَّدُنَّاۤ کا مطلب عندنا روایت کیا ہے، اِنۡ كُنَّا فٰعِلِيۡنَ یہاں اِنۡ بمعنی ما ہے یعنی ہم ایسا کرنے والے نہیں۔ ہم نے جنت، دوزخ، موت، بعث بعد الموت، حساب اور ہر وہ چیز جس کا قرآن میں ذکر ہے بطور لھوولعب پیدا نہیں کی ہے اِنۡ نافیہ ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: بَلۡ نَقۡذِفُ بِالۡحَـقِّ الخ میں حق سے مراد قرآن ہے اور الۡبَاطِلِ سے مراد اَللَّبسُ ہے اور زَاهِقٌ کا مطلب ہلاک ہونے والا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: وَلَـكُمُ الۡوَيۡلُ مِمَّا تَصِفُوۡنَ یعنی جو تم اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں ناروا باتیں کرتے ہو اس کی وجہ سے تمہارے لیے ہلاکت ہے اور اللہ کی قسم ایسے جھوٹے واصف کے لیے قیامت تک ہلاکت ہی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وَمَنۡ عِنۡدَهٗ سے مراد فرشتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَا يَسۡتَحۡسِرُوۡنَ کا مطلب لَا يَرۡجِعُوۡنَ (لوٹتے نہیں) ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے اس کا معنی لَا يَحۡسِرُوۡنَ (تھکتے نہیں) روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس کا معنی لَا يَعۡيُوۡنَ (عاجز نہیں آتے) روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ عبادت سے جدا نہیں ہوتے۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ نے العظمۃ میں اور بیہقی نے الشعب میں عبد اللہ بن الحارث بن نوفل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت کعب سے يُسَبِّحُوۡنَ الَّيۡلَ وَالنَّهَارَ الخ کا مطلب پوچھا کہ فرشتوں کی مشغولیت پیغام رسانی ہے یا عمل ہے؟ تو کعب نے فرمایا: فرشتوں کے لیے تسبیح ایسے ہے جیسے تمہارے لیے سانس (روح) ہے کیا تم کھاتے، پیتے آتے جاتے نہیں ہو اور بولتے نہیں ہو جب کہ متواتر تمہاری سانس چل رہی ہوتی ہے۔ بالکل یہی کیفیت ان کی تسبیح کی ہے۔(1)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ فرشتوں کی روح تسبیح ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو (چٹان کی طرح) پیدا فرمایا ہے ان کے پیٹ نہیں ہیں

WWW.NAFSEISLAM.COM

1۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 178 (161)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اَمِ اتَّخَذُوْۤا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ۞ لَوْ كَانَ فِيْهِمَاۤ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۞ لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ ۞

''کیا بنالیے ہیں انہوں نے خدا (اہل) زمین سے جو مردوں کو زندہ کر سکتے ہیں۔ اگر ہوتے زمین و آسمان میں کوئی اور خدا سوائے اللہ تعالیٰ کے تو یہ دونوں برباد ہو جاتے۔ پس پاک ہے اللہ تعالیٰ جو عرش کا رب ہے ان تمام نازیبا باتوں سے جو وہ کرتے ہیں۔ نہیں پرسش کی جاسکتی اس کے متعلق جو وہ کرتا ہے اور ان (تمام سے) باز پرس ہوگی''۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے يُنْشِرُوْنَ کا معنی يُحْيُوْنَ (زندہ کرتے ہیں) روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی روایت کیا ہے کہ وہ زمین سے مردوں کو زندہ کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ انہیں قبور سے زندہ کرتے ہیں۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے اَمِ اتَّخَذُوْۤا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ کے تحت روایت کیا ہے کہ کیا انہوں نے پتھروں اور لکڑی سے خدا بنالیے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ کے سوا زمین آسمان میں اور خدا ہوتے تو ان کا نظام درہم برہم ہو جاتا فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ جب اللہ تعالیٰ پر کوئی بہتان باندھا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ خود اپنی پاکی بیان کرتے ہیں۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے: لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ یعنی جو وہ اپنے بندہ کے متعلق فیصلہ کرتا ہے اس سے اس کی باز پرس نہیں کی جاتی۔ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ جب کہ بندوں سے ان کے اعمال کے متعلق باز پرس ہوگی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ خلاق (پیدا کرنے والے) سے اس فیصلہ کے متعلق سوال نہیں کیا جاتا جو وہ اپنی مخلوق کے بارے کرتا ہے اور مخلوق سے ان کے اعمال کے متعلق باز پرس ہوگی۔

امام سعید بن منصور اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میرے نزدیک زمین پر قدریہ فرقہ سے مبغوض ترین کوئی قوم نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ انسان اللہ تعالیٰ کی قدرت کو نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ۔

امام ابن مردویہ نے جابر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کتب میں جو احکام نازل فرمائے ان میں یہ بھی ہے کہ میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، خیر اور شر کو میں نے مقدر کیا ہے، مبارک ہو اس کو جس کے لیے میں خیر کو مقدر کر دوں اور اس کے لیے خیر آسان بنادوں اور ہلاکت ہے اس کے لیے جس کے ہاتھ پر میں شر کو مقدر کر دوں اور اس کے لیے شر کو ہی آسان بنادوں۔ میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں، مجھ سے اس

بارے سوال نہیں کیا جاتا جو میں کرتا ہوں اور لوگوں سے سوال کیا جائے گا۔ ہلاکت ہے اس کے لیے جو کہتا ہے کہ یہ کیسے ہے۔

امام ابن ابی حاتم، بیہقی نے الاسماء والصفات میں، میمون بن مہران سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور ان سے کلام فرمائی اور ان پر تورات نازل فرمائی تو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے اللہ! تو رب عظیم ہے، اگر تو چاہے کہ تیری اطاعت کی جائے تو تیری اطاعت کی جائے گی، اگر تو چاہے کہ تیری نافرمانی نہ کی جائے تو تیری نافرمانی نہ کی جائے گی۔ اور اطاعت کو تو پسند کرتا ہے جب کہ تیری نافرمانی کی جاتی ہے، تو یہ کیسے ہوتا ہے یا رب! اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی جو میں کرتا ہوں اس کے متعلق مجھ سے باز پرس نہیں ہوتی، جب کہ لوگوں سے ان کے افعال کے متعلق باز پرس ہوگی۔

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی نے نوف البکالی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت عزیر علیہ السلام نے مناجات الٰہیہ میں یہ کہا یا رب! تو ایک مخلوق پیدا کرتا ہے، تو جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے، جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عزیر! ایسے سوال سے اعراض کر۔ حضرت عزیر نے پھر یہی سوال کر دیا تو ارشاد ہوا تو اس قسم کے سوالات کو چھوڑ دے ورنہ میں تیرا منصب نبوت ختم کر دوں گا، میں وہ ہوں کہ مجھ سے سوال نہیں کیا جاتا، لوگوں سے ان کے اعمال وافعال پر سوال ہوگا۔

امام بیہقی نے حضرت داؤد بن ابی ہند سے روایت کیا ہے کہ عزیر علیہ السلام نے اپنے رب سے تقدیر کے متعلق سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو نے مجھ سے میرے علم کے متعلق سوال کیا ہے، تیری سزا یہ ہے کہ میں تیرا نام انبیاء میں نہ رکھوں۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت میمون بن مہران رضی اللہ عنہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور ان پر تورات نازل کی تو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے اللہ! تو رب عظیم ہے، اگر تو چاہے کہ تیری اطاعت کی جائے تو تیری اطاعت کی جائے، اگر تو چاہے کہ تیری نافرمانی نہ کی جائے تو تیری نافرمانی نہ کی جائے اور تو پسند کرتا ہے کہ تیری اطاعت کی جائے جب کہ تیری نافرمانی کی جاتی ہے تو یا رب! یہ سب کچھ کیسے ہوتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی جو میں کرتا ہوں مجھ سے پوچھا نہیں جاتا اور لوگوں سے ان کے اعمال کے بارے پوچھا جائے گا۔ پس موسیٰ علیہ السلام سوال کرنے سے رک گئے۔

جب اللہ تعالیٰ نے عزیر علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور ان پر تورات نازل فرمائی اس کے بعد کہ وہ بنی اسرائیل سے اٹھا لی گئی تھی۔ حتیٰ کہ لوگوں نے حضرت عزیر کو اللہ کا بیٹا کہا؟ انہوں نے عرض کی اے اللہ! تو رب عظیم ہے، اگر تو چاہے کہ تیری اطاعت کی جائے تو تیری اطاعت کی جائے اور اگر تو چاہے کہ تیری نافرمانی نہ کی جائے تو تیری نافرمانی نہیں کی جائے گی۔ تو پسند کرتا ہے کہ تیری اطاعت کی جائے جب کہ اس میں تیری نافرمانی کی جاتی ہے۔ یہ کیسے ہے یا رب! اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ میں جو کرتا ہوں مجھ سے اس کے متعلق سوال نہیں کیا جاتا اور لوگوں سے سوال کیا جاتا ہے۔ حضرت عزیر نہ رہے حتیٰ کہ پھر سوال کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تو سورج کی دھوپ سے تھیلا بھر سکتا ہے؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا تو ہوا کا پیمانہ بھر سکتا ہے؟ عرض کی نہیں۔ کیا تو نور کا مثقال لا سکتا ہے؟ عرض کی نہیں۔ کیا تو نور کا قیراط لا سکتا ہے؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا اسی طرح تو نے جو سوال کیا ہے اس پر تو قدرت نہیں رکھتا۔ میں جو کرتا ہوں مجھ سے پوچھا نہیں جاتا اور لوگوں سے ان کے اعمال کی باز پرس ہو

گی۔ میں تیری سزا مقرر نہیں کرتا مگر یہ کہ تیرا نام میں انبیاء کے اسماء سے ختم کرتا ہوں، پس تیرا ان میں تذکرہ نہیں کیا جائے گا۔ پس ان کا نام انبیاء سے مٹا دیا گیا پس انبیائے کرام میں ان کا تذکرہ نہیں کیا جاتا حالانکہ وہ نبی ہیں۔

جب اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کی بارگاہ میں اپنا مرتبہ دیکھا، اللہ تعالیٰ نے انہیں کتاب، حکمت، تورات اور انجیل سکھائی، وہ اندھے اور ابرص کو درست کرتے تھے اور مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ انہوں نے عرض کی یا اللہ! تو رب عظیم ہے، اگر تو چاہے کہ تیری اطاعت کی جائے تو تیری اطاعت کی جائے گی، اگر تو چاہے کہ تیری نافرمانی نہ کی جائے تو تیری نافرمانی نہ کی جائے، تو پسند کرتا ہے کہ تیری اطاعت کی جائے جب کہ اس میں تیری نافرمانی کی جاتی ہے، یارب یہ کیسے ہے؟ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی میں جو کرتا ہوں مجھ سے پوچھا نہیں جاتا جب کہ لوگوں سے ان کے اعمال کی باز پرس ہوگی، تو میرا بندہ، میرا رسول، میرا کلمہ ہے، میں نے تجھے مریم کے بطن میں ڈالا تو میری طرف سے روح ہے، میں نے تجھے مٹی سے پیدا فرمایا پھر تجھے فرمایا کن (ہوجا) تو تو ہو گیا۔ اگر تو ایسے سوال سے باز نہ آیا تو میں تیرے ساتھ ایسا سلوک کروں گا جو تیرے سامنے تیرے ساتھی سے کیا، میں جو کرتا ہوں اس کے متعلق مجھ سے باز پرس نہیں ہوتی، جب کہ لوگوں سے سوال کیا جاتا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے متبعین کو جمع کیا اور فرمایا تقدیر راز الٰہی ہے، تم اس کے مکلف نہیں ہو۔ (1)

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِیَ وَ ذِكْرُ مَنْ قَبْلِیْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْۤ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴿۲۵﴾

"کیا انہوں نے بنا لیے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا اور معبود (اے حبیب!) آپ (انہیں) فرمائیے پیش کرو اپنی دلیل۔ یہ قرآن جو نصیحت ہے میرے ساتھ والوں کے لیے اور دوسری کتب جو نصیحت ہیں میرے پیشرووں کے لیے (سب موجود ہیں ان کا کوئی حوالہ دو) بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے اکثر حق کو نہیں جانتے۔ اس لیے وہ (اس سے) منہ پھیرے ہوئے ہیں۔ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول مگر یہ کہ ہم نے وحی بھیجی اس کی طرف کہ بلاشبہ نہیں ہے کوئی خدا بجز میرے۔ پس میری عبادت کیا کرو"۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ کیا انہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اور معبود بنا لیے ہیں۔ ان عقل کے دشمنوں سے کہو کہ اس پر کوئی عقلی یا نقلی دلیل پیش کرو۔ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِیَ یہ قرآن ہے۔ اس میں حلال و حرام کا ذکر ہے۔ ذِكْرُ مَنْ قَبْلِیْ اس میں گزشتہ امتوں کے اعمال کا ذکر ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان سے جو ان کے اعمال کے مطابق سلوک فرمایا اور پھر جس طرف وہ لوٹ گئے ان تمام باتوں کا اس

1۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 62-260 (10606)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

میں ذکر ہے بَلۡ اَكۡثَرُهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۙ الۡحَقَّ فَهُمۡ مُّعۡرِضُوۡنَ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے اکثر حق کو نہیں پہچانتے۔ اس لیے وہ کتاب اللہ سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔ وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا نُوۡحِىۡۤ اِلَيۡهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدُوۡنِ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے تمام رسل کو اللہ تعالیٰ کی واحدانیت اور توحید کا پیغام دے کر مبعوث فرمایا۔ سب نے اسی چیز کا برملا اظہار کیا اور اقرار کیا ہاں، فروعی مسائل میں اختلاف تھا۔ تورات میں یہ مسائل فرعیہ مختلف تھے، انجیل کے اپنے احکام تھے اور قرآن کے اپنے احکام تھے اور قرآن کے اپنے احکام ہیں۔ یہ سب چیزیں اللہ کی توحید اور اس کے اخلاص پر مبنی ہیں۔

وَ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحۡمٰنُ وَلَدًا سُبۡحٰنَهٗ ؕ بَلۡ عِبَادٌ مُّكۡرَمُوۡنَ ﴿۲۶﴾ لَا يَسۡبِقُوۡنَهٗ بِالۡقَوۡلِ وَهُمۡ بِاَمۡرِهٖ يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲۷﴾ يَعۡلَمُ مَا بَيۡنَ اَيۡدِيۡهِمۡ وَ مَا خَلۡفَهُمۡ وَ لَا يَشۡفَعُوۡنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارۡتَضٰى وَ هُمۡ مِّنۡ خَشۡيَتِهٖ مُشۡفِقُوۡنَ ﴿۲۸﴾ وَ مَنۡ يَّقُلۡ مِنۡهُمۡ اِنِّىۡۤ اِلٰهٌ مِّنۡ دُوۡنِهٖ فَذٰلِكَ نَجۡزِيۡهِ جَهَنَّمَ ؕ كَذٰلِكَ نَجۡزِى الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۲۹﴾ اَوَلَمۡ يَرَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ كَانَتَا رَتۡقًا فَفَتَقۡنٰهُمَا ؕ وَ جَعَلۡنَا مِنَ الۡمَآءِ كُلَّ شَىۡءٍ حَىٍّ ؕ اَفَلَا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۳۰﴾

"اور وہ کہتے ہیں بنا لیا رحمٰن نے (اپنے لیے) بیٹا۔ سبحان اللہ (یہ کیونکر ہو سکتا ہے) بلکہ وہ تو (اس کے) معزز بندے ہیں۔ نہیں سبقت کرتے اس سے بات کرنے میں اور وہ اسی کے حکم پر کاربند ہیں۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے گزر چکا ہے اور وہ شفاعت نہیں کریں گے مگر اس کے لیے جسے وہ پسند فرمائے اور وہ (اس کی بے نیازی کے باعث) اس کے خوف سے ڈر رہے ہیں۔ اور جو ان میں سے یہ کہے کہ میں خدا ہوں اللہ تعالیٰ کے سوا تو اسے ہم سزا دیں گے جہنم کی۔ یونہی ہم سزا دیا کرتے ہیں ظالموں کو۔ کیا کبھی غور نہیں کیا کفر و انکار کرنے والوں نے کہ آسمان اور زمین آپس میں ملے ہوئے تھے پھر ہم نے الگ الگ کر دیا انہیں اور ہم نے پیدا فرمائی پانی سے ہر زندہ چیز، کیا وہ اب بھی ایمان نہیں لاتے"۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہود نے کہا اللہ تعالیٰ نے جنوں کے ساتھ اپنا رشتہ قائم کیا ہے اور ملائکہ کو انہوں نے خدا کی بیٹیاں کہا (یعنی اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کا نکاح جنوں سے کر دیا ہے) اللہ تعالیٰ نے ان کی ان تمام خرافات کا رد کرتے ہوئے فرمایا: فرشتے تو میرے مقرب بندے ہیں یعنی وہ فرشتے اس طرح نہیں ہیں جس طرح انہوں نے کہا ہے بلکہ وہ تو اللہ کے بندے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کرنے کا شرف بخشا

ہے، لَا یَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ اللہ تعالیٰ فرشتوں کی تعریف فرما رہا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بات کرنے میں سبقت نہیں لے جاتے، وَلَا یَشْفَعُوْنَ اور وہ فرشتے کسی کی شفاعت نہیں کریں گے مگر صرف اہل توحید کی۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے لِمَنِ ارْتَضٰی کے تحت روایت فرمایا ہے: جسے وہ پسند فرمائے گا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی کہ جس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا ہوگا۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: لِمَنِ ارْتَضٰی سے وہ لوگ مراد ہیں جن کی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت کی وجہ سے اللہ ان سے خوش ہے۔(1)

حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے البعث میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وَلَا یَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی تلاوت کیا اور فرمایا: میری شفاعت میرے امتیوں میں گناہ کبیرہ کے مرتکب لوگوں کے لیے ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس رات مجھے سیر کرائی گئی میں جبرئیل کے پاس سے گزرا وہ ملاء اعلیٰ کے ساتھ خشیت الٰہی کی وجہ سے پرانے ٹاٹ کی طرح لگے ہوئے تھے۔

امام ابن ابی حاتم نے الضحاک سے روایت کیا ہے وَمَنْ یَّقُلْ مِنْهُمْ یعنی ملائکہ میں سے کس نے کہا ہے کہ میں خدا ہوں اللہ کے سوا، فرماتے ہیں ابلیس کے سوا کسی فرشتہ نے یہ نہیں کہا، ابلیس نے ہی اپنی عبادت کی طرف دعوت دی اور کفر کا آغاز کیا۔

امام عبد الرزاق، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَمَنْ یَّقُلْ مِنْهُمْ الخ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں الوہیت کا دعویٰ صرف ابلیس نے کیا تھا۔ یہ قول صرف اس کے ساتھ خاص ہے۔(3)

الفریابی، عبد بن حمید، الحاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں ابن عباس سے روایت کیا ہے كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا یعنی آسمان کو بارش کے ساتھ اور زمین کو نباتات کے ساتھ پھاڑا جب کہ پہلے وہ ملے ہوئے تھے۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: كَانَتَا رَتْقًا، فرماتے ہیں: زمین و آسمان سے کوئی شے نہیں نکلتی تھی فَفَتَقْنٰهُمَا پس آسمان کو بارش کے ساتھ اور زمین کو نباتات کے ساتھ پھاڑ گیا۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابونعیم رحمہم اللہ نے الحلیہ میں حضرت عبد اللہ بن دینار عن ابن عمر رضی اللہ عنہما کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: اس شیخ ابن عباس کے پاس جا اور ان سے پوچھ، پھر جو وہ جواب دیں مجھے بھی وہ بتانا۔ وہ شیخ ابن عباس کے پاس گیا۔ ان سے یہی سوال کیا تو انہوں نے فرمایا ہاں آسمان جڑا ہوا تھا، اس سے بارش نہیں برستی تھی اور زمین بھی ملی ہوئی تھی، کوئی چیز اگاتی نہ تھی۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے زمین پر مخلوق کو پیدا فرمایا تو آسمان کو بارش کے ساتھ اور زمین کو نباتات کے ساتھ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 23، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 414 (3442)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 384 (1856)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 414 (3443)

53A

پھاڑ دیا۔ وہ شخص حضرت ابن عمر کے پاس واپس آیا اور انہیں ابن عباس کا جواب سنایا، ابن عمر نے فرمایا: اب میں نے جان لیا کہ ابن عباس کو قرآن کا علم عطا کیا گیا ہے۔ ابن عباس نے سچ اور صحیح فرمایا ہے، وہ بالکل اسی طرح تھے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے كَانَتَا رَتْقًا کے تحت روایت کیا ہے کہ آسمان اور زمین ملے ہوئے تھے۔ (1)

امام عبد الرزاق، الفریابی، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابن عباس سے رات کے متعلق پوچھا گیا کہ یہ پہلے ہے یا دن پہلے ہے؟ ابن عباس نے فرمایا رات۔ پھر یہ آیت پڑھی اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ان کے درمیان تم جانتے ہو کہ تاریکی ہی تھی۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے العظمہ میں مجاہد سے كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا کے تحت روایت فرمایا ہے: کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمین سے چھ زمینیں نکالیں، یہ کل سات زمینیں ہیں جو ایک دوسرے کے اوپر نیچے ہیں اور آسمان سے چھ آسمان نکالے۔ پس یہ ساتوں آسمان ایک دوسرے کے اوپر نیچے ہیں۔ زمین اور آسمان ملے ہوئے نہیں تھے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ آسمان ایک تھا، اس سے سات آسمان نکالے، زمین ایک تھی، اس سے سات زمینیں نکالیں۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت الحسن اور قتادہ رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے کہ آسمان اور زمین ملے ہوئے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں ہوا کے ذریعے جدا جدا کر دیئے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ آسمان اور زمینیں ملی ہوئی تھیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے آسمان کو بلند کیا تو اسے زمین سے جدا کر دیا، یہی فتق ہے جس کا ذکر قرآن نے کیا ہے۔

امام احمد، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردوی، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ دیکھتے ہیں کہ مجھے خوشی نصیب ہو اور میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں تو مجھے ہر چیز کی تخلیق کے بارے بتایئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر چیز پانی سے پیدا کی گئی ہے۔ (3)

امام عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے وَ جَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مرد کا نطفہ مراد ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ ہر چیز کو پانی سے پیدا کیا گیا ہے اور پانی ہی ہر چیز کی حیات کا سبب ہے۔

وَ جَعَلْنَا فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِهِمْ ۪ وَ جَعَلْنَا فِیْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَ جَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۚۖ وَّ هُمْ عَنْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 24 2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 385 (1860)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 160، مکتبۃ النصر الحدیثہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

638

اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ﴿۳۲﴾ وَ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ وَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ ؕ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ﴿۳۳﴾

''اورہم نے بنادیئے زمین میں بڑے بڑے پہاڑ تاکہ زمین لرزتی نہ رہے ان کے ساتھ اور بنادیں ہم نے ان پہاڑوں میں کشادہ راہیں تاکہ وہ (اپنی منزل مقصود کا) راستہ پاسکیں۔ اور ہم نے بنایا آسمان کو ایک چھت جو (شکست وریخت) سے محفوظ ہے اور وہ لوگ (اب بھی) اس کی نشانیوں سے روگردانی کیے ہوئے ہیں۔ اور وہی ہے جس نے پیدا فرمایا لیل ونہار کو اور مہر وماہ کو، سب (اپنے اپنے) مدار میں تیر رہے ہیں''۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: وَ جَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا کہ ہم نے پہاڑوں کے درمیان کشادہ راستے بنائے۔ (1)

ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ فِجَاجًا سے مراد نشانیاں ہیں اور سُبُلًا سے مراد راستے ہیں۔

امام الفریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مَّحْفُوْظًا کا معنی مرفوعاً (بلند) ہے، وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ یعنی سورج، چاند اور ستارے جو آسمانی آیات ہیں ان سے وہ منہ موڑے ہوئے ہیں۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہود نے نبی کریم ﷺ سے کہا، جمعہ کا دن کیا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس سے رات اور دن کو پیدا فرمایا۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَلَكٍ کا مطلب دوران اور يَّسْبَحُوْنَ کا مطلب يَجْرُوْنَ (چلنا) روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت ابن عباس سے كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ مدار چرخہ کے دمڑکہ کی طرح ہے، چاند، ستارے اس طرح آسمان کے ابواب میں چلتے ہیں جس طرح چرخہ میں دمڑکہ گھومتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ کے تحت روایت فرمایا ہے کہ اس سے مراد آسمان کا فلک ہے۔ (3)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت حسان بن عطیہ رحمہ اللہ سے روایت فرمایا ہے کہ سورج، چاند اور ستارے آسمان اور زمین کے درمیان فلک میں مسخر کیے گئے ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ فَلَكٍ سے مراد آسمان اور زمین کے درمیان ستاروں، سورج اور چاند کے چلنے کی جگہ ہے، يَّسْبَحُوْنَ کا مطلب يَجْرُوْنَ ہے۔ (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 28، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 29 3۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 30 4۔ ایضاً

امام عبدالرزاق اور ابن المنذر نے کلبی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہر وہ چیز جو گھومتی ہے وہ فلک ہے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے **كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ** کے تحت روایت کیا ہے کہ چاند، ستارے، سورج اس فلک میں گھومتے رہتے ہیں جو چرخہ کے دمڑکہ کی طرح ہے۔ فرماتے ہیں: وہ چکی کی دستی کی طرح ہے اور چرخہ دمڑکہ کے ساتھ گھومتا ہے اور دمڑکہ، چرخے کے ساتھ گھومتا ہے اور چکی دستی کے ساتھ گھومتی ہے اور دستی چکی کے ساتھ گھومتی ہے، اسی طرح ستارے، سورج اور چاند فلک کے ساتھ گھومتے ہیں اور فلک ان کے ساتھ گھومتا ہے۔ الحسبان (دستی) اور فلک ایک ہی چیز کی طرف لوٹتے ہیں لیکن دستی چکی میں، چرخے کے دمڑکہ کی طرح ہوتی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ **فَلَكٍ** چکی کے پڑ کی طرح گول ہے۔ (2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ چاند، سورج، ستارے تمام آسمان کے فلک میں گھومتے ہیں جیسا کہ تو نے دیکھا۔ (3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: **فَلَكٍ** سے مراد مدار ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ تمام سیارے اپنے اپنے مدار میں اس طرح گھومتے ہیں جس طرح چرخہ میں دمڑکہ گھومتا ہے۔

عبد بن حمید نے الضحاک سے روایت کیا ہے: **كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ** کہ عبداللہ اس کو **كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَعْمَلُوْنَ** پڑھتے تھے۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے **يَّسْبَحُوْنَ** کا معنی **يَجْرُوْنَ** (چلنا) روایت کیا ہے۔ (4)

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ۝۳۴

"اور نہیں مقدر کیا ہم نے کسی انسان کے لیے جو آپ سے پہلے گزرا (اس دنیا میں) ہمیشہ رہنا تو اگر آپ انتقال فرما جائیں تو کیا یہ لوگ (یہاں) ہمیشہ رہنے والے ہیں"۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو اپنے وصال کی خبر دی گئی تو آپ نے عرض کی یا رب لامتی یارب! میری امت کے لیے اب کون ہوگا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ مدینہ کے باہر کسی جگہ پر تھے۔ آپ آئے، رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کے اوپر کپڑا اوڑھا ہوا تھا، حضرت ابوبکر نے رسول اللہ ﷺ کی پیشانی مبارک پر اپنا منہ رکھا اور چومنا شروع کر دیا۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور یہ کہہ رہے تھے میرے ماں، باپ آپ پر قربان ہو جائیں! آپ کی زندگی بھی بہتر تھی

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 385 (1861)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 30
3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 385 (1861)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 31

اور آپ کا وصال بھی بہتر۔ جب آپ باہر نکلے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو وہ کہہ رہے تھے: رسول اللہ ﷺ کا وصال نہیں ہوا اور نہ ان کا وصال ہوگا حتی کہ اللہ تعالیٰ منافقین کو قتل کرے گا اور انہیں رسوا کرے گا، ابن عمر فرماتے ہیں: جب منافقین نبی کریم ﷺ کے وصال کی خبر سے خوش ہوئے تھے اور انہوں نے اپنے سر بلند کیے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر سے کہا اے شخص! اپنے نفس کو تسلی دو، رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوگیا ہے، کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝ (الزمر) اور فرمایا وَ مَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۭ اَفَاۡىِٕنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی اور فرمایا: اے لوگو! اگر محمد ﷺ تمہارے خدا تھے جن کی تم عبادت کرتے تھے تو محمد ﷺ کا وصال ہوگیا ہے اور اگر تمہارا خدا وہ ہے جو آسمان میں ہے تو تمہارا خدا فوت نہیں ہوا۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَاۡىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ (آل عمران: 144) اور نہیں محمد (مصطفیٰ) مگر (اللہ کے) رسول گزر چکے ہیں آپ سے پہلے کئی رسول تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید کر دیئے جائیں پھر جاؤ گے تم الٹے پاؤں (دین اسلام سے)''۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر سے نیچے اترے، مسلمان یہ خطبہ سن کر مطمئن ہو گئے اور منافقین پر مصیبت ٹوٹ پڑی۔ عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! یوں لگتا تھا گویا پہلے ہمارے چہروں پر پردے تھے، اس خطبہ سے پردے ہٹ گئے۔(1)

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے: حضرت ابوبکر نبی کریم ﷺ کے پاس اس وقت تشریف لائے جب آپ کا وصال ہو چکا تھا، حضرت ابوبکر نے آپ ﷺ کی پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا ہائے نبی مکرم! ہائے پیارے دوست! اے خدا کے برگزیدہ! (ﷺ) پھر یہ آیت تلاوت کی وَ مَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ (الآیہ) اور یہ ارشاد پڑھا اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝۔ (الزمر)(2)

كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ ۭ وَ نَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَ الْخَيْرِ فِتْنَةً ۭ وَ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝۳۵

''ہر نفس موت (کا مزہ) چکھنے والا ہے اور ہم خوب آزماتے ہیں تمہیں برے اور اچھے حالات سے دوچار کر کے اور (آخرکار) تم سب کو ہماری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے''۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور واللالکائی نے السنۃ میں ابن عباس سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے: ہم تمہیں تنگ دستی، خوشحالی، صحت، بیماری، غنا، فقر، حلال، حرام، طاعت ومعصیت، ہدایت وگمراہی سے آزماتے ہیں۔(3)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 427 (37021) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 214، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 32

وَ إِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۶﴾

"اور جب دیکھتے ہیں آپ کو وہ جنہوں نے کفر اختیار کیا ہے تو آپ سے بس تمسخر کرنے لگتے ہیں (کہتے ہیں) کیا یہی وہ صاحب ہیں جو (برائی سے) ذکر کیا کرتے ہیں تمہارے خداؤں کا حالانکہ وہ (کفار) رحمن کے ذکر سے خود (یکسر) انکاری ہیں"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ابو جہل اور ابو سفیان کے پاس سے گزرے جب کہ وہ باہم محو گفتگو تھے، جب ابو جہل نے آپ ﷺ کو دیکھا تو ہنس پڑا اور ابو سفیان سے کہنے لگا دیکھو، یہ بنی عبد مناف سے نبی ہے۔ ابو سفیان کو غصہ آ گیا اور کہا تم بنی عبد مناف کا نبی ہونے کو ناپسند کرتے ہو۔ نبی کریم ﷺ نے یہ ساری گفتگو سن لی۔ اور ابو جہل کی طرف متوجہ ہوئے، اس پر خوف طاری ہو گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: شاید تو اپنی بدزبانی سے نہیں رکے گا یہاں تک کہ تجھ پر بھی ایسی ہی آفت آن پڑے جو تیرے چچا پر پڑی تھی، ابو جہل نے ابو سفیان سے کہا تو نے یہ بات صرف حمیت کی وجہ سے کہی ہے۔ پس اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ؕ سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۳۷﴾ وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾

"انسان کی سرشت میں ہی جلد بازی ہے، میں عنقریب تمہیں (خود ہی) اپنی نشانیاں دکھاؤں گا، سو تم مجھ سے جلدی کا مطالبہ نہ کرو۔ اور وہ کہتے ہیں کب پورا ہو گا یہ (قیامت کا) وعدہ (بتاؤنا) اگر تم سچے ہو"۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب آدم علیہ السلام میں روح پھونکی گئی تو ابھی روح آپ کے سر میں پہنچی تھی کہ آپ نے چھینک ماری اور کہا الحمد للہ۔ فرشتوں نے جواباً کہا یرحمك الله۔ ٹانگوں میں روح کے پہنچنے سے پہلے ہی آدم علیہ السلام اٹھنے لگے تو گر پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ۔ انسان کی سرشت میں ہی جلد بازی ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ سب سے پہلے آدم علیہ السلام کے سر میں روح پھونکی گئی پھر آپ کے گھٹنوں میں پھونکی گئی تو آپ اٹھنا شروع ہو گئے۔ فرمایا خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس دن مخلوق کو پیدا فرمایا اس دن کے آخر میں ہر چیز کو پیدا کرنے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 33

کے بعد آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ جب روح آپ کی آنکھوں، زبان اور سر میں پہنچی اور ابھی تک نچلے دھڑ میں نہیں پہنچی تھی تو عرض کی یارب! سورج کے غروب ہونے سے پہلے میری تخلیق مکمل فرمادے۔(1)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام میں روح پھونکی تو آپ نے دیکھا، ابھی سمجھا نہیں تھا حتی کہ جب روح آپ کے دل تک پہنچ جائے جب کہ ابھی روح نچلے حصے میں نہیں پہنچی تھی، آپ نے حرکت کرنی شروع کردی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے: انسان سرشت کے اعتبار سے جلد باز ہے۔(2)

لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَ لَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَ لَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۳۹﴾ بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَ لَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَ لَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۱﴾

"کاش جانتے کفار (اس وقت کو) جب وہ نہ روک سکیں گے اپنے چہروں سے آگ (کے شعلوں) کو اور نہ اپنی پشتوں سے اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔ بلکہ وہ آئے گی ان کے پاس ناگہاں سو انہیں بدحواس کردے گی پھر وہ نہ اسے رد کرسکیں گے اور نہ ہی انہیں مزید مہلت دی جائے گی۔ اور بے شک مذاق اڑایا گیا ان رسولوں کا بھی جو آپ سے پہلے تشریف لائے تھے پس نازل ہوا ان لوگوں پر جو تمسخر کیا کرتے تھے ان میں سے وہ عذاب جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے"۔

امام بخاری اور مسلم رحمہما اللہ نے حضرت عدی بن حاتم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی نہیں مگر قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس سے کلام فرمائے گا جب کہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کو پردہ حائل نہ ہوگا اور نہ کوئی ترجمان ترجمانی کرے گا اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں نے تجھے مال کی نعمت نہیں بخشی تھی؟ وہ کہے گا کیوں نہیں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں نے تیری طرف رسول نہیں بھیجا تھا؟ وہ کہے گا کیوں نہیں۔ پس بندہ اپنے دائیں طرف دیکھے گا تو اسے صرف آگ ہی نظر آئے گی، بائیں دیکھے گا تو بھی اسے صرف آگ ہی نظر آئے گی، وہ سامنے دیکھے گا تو بھی صرف آگ ہی دیکھے گا، تم میں سے ہر ایک کو آگ سے بچنا چاہیے اگرچہ کھجور کے ٹکڑے (کے صدقہ) کے ساتھ ہی ہو۔ اگر (صدقہ کرنے کے لیے) کچھ بھی نہ پائے تو اچھی کلام کے ساتھ بچنا چاہیے۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 34 2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 386 (1862)

3۔ صحیح بخاری، جلد 5، صفحہ 2395 (6174)، دار ابن کثیر دمشق

قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَ النَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ؕ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ
رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ؕ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ
نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَ لَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ﴿۴۳﴾ بَلْ مَتَّعْنَا هٰۤؤُلَآءِ وَ اٰبَآءَهُمْ حَتّٰى
طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ؕ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ
اَطْرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ قُلْ اِنَّمَاۤ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ۖؗ وَ لَا يَسْمَعُ
الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَ لَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ
رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَاۤ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۴۶﴾

''آپ پوچھیے (اے منکرو!) کون ہے جو نگہبانی کرسکتا ہے تمہاری رات بھر اور دن بھر خدائے رحمٰن سے (اگر وہ تمہیں عذاب دینا چاہے) مگر (ان سے کیا پوچھنا) یہ تو اپنے رب کے ذکر سے بھی روگرداں ہیں۔ کیا ان کے اور خدا ہیں جو بچا سکتے ہیں انہیں (عذاب سے) ہمارے سوا؟ وہ جھوٹے معبود تو خود اپنی مدد بھی نہیں کرسکتے اور نہ انہیں ہماری تائید میسر ہوگی۔ بلکہ ہم نے (عیش و آرام کا) سامان دیا انہیں اور ان کے آباء واجداد کو حتی کہ (اسی عیش و آرام میں) ان پر لمبا عرصہ گزر گیا (اور وہ سرکش ہوگئے) کیا وہ ملاحظہ نہیں کر رہے کہ ہم زمین (کی وسعتوں) کو گھٹاتے چلے جا رہے ہیں اس کی (چاروں) سمتوں سے۔ کیا وہ (ہماری تقدیر پر) غالب آسکتے ہیں۔ آپ فرمائیے میں تمہیں ڈراتا ہوں صرف وحی سے اور نہیں سنا کرتے بہرے، پکارنے کو جب انہیں (عذاب الٰہی سے) ڈرایا جاتا ہے۔ اور اگر (صرف) چھو جائے انہیں ایک جھونکا تیرے رب کے عذاب کا تو (سارا نشہ ہرن ہوجائے) یوں کہنے لگیں صد حیف! بے شک ہم ہی ظالم تھے''۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ یعنی ان سے پوچھیے کہ کون تمہاری حفاظت کرے گا۔ وَ لَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ انہیں ہماری طرف سے مدد حاصل نہ ہوگی۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے يُصْحَبُوْنَ کا معنی يَنْصُرُوْنَ روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے يَكْلَؤُ کا معنی يَحْرُسُ (حفاظت کرنا) روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے يُصْحَبُوْنَ کا معنی يُجَارُوْنَ (پناہ دینا) روایت کیا ہے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ يُصْحَبُوْنَ کا معنی يَمْنَعُوْنَ (روکنا) ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 38، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 39

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وَ لَا هُمْ مِّنَّا یُصْحَبُوْنَ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں خیر میسر نہیں آئے گی۔ اَفَلَا یَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا حضرت الحسن فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمینوں کو ہر طرف سے فتح کیا اور قوموں پر غلبہ حاصل کیا اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ یعنی وہ غالب نہیں ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی غالب ہیں۔ قُلْ اِنَّمَاۤ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْیِ آپ فرمائیے میں تمہیں اس قرآن کے ذریعے سے ڈرتا ہوں وَ لَا یَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا یُنْذَرُوْنَ یعنی کافر کتاب الٰہی کا پیغام سننے سے بہرا ہے، وہ اسے نہیں سن سکتا اور نہ وہ اس سے نفع حاصل کرسکتا ہے اور نہ اس کی حقیقت کو سمجھ سکتا ہے جیسا کہ اہل ایمان سمجھتے ہیں۔ وَ لَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ یعنی اگر چھو جائے انہیں عذاب الٰہی کا کوئی جھونکا۔(1)

وَ نَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْـًٔا ؕ وَ اِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَیْنَا بِهَا ؕ وَ كَفٰى بِنَا حٰسِبِیْنَ ۝

”اور ہم رکھ دیں گے صحیح تولنے والے ترازو قیامت کے دن، پس ظلم نہ کیا جائے گا کسی پر ذرہ بھر اور اگر (کسی کا کوئی عمل) رائی کے دانہ کے برابر بھی ہوگا تو ہم اسے بھی لا حاضر کریں گے اور ہم کافی ہیں حساب کرنے والے“۔

امام احمد، ترمذی، ابن جریر (نے تہذیب میں)، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے پوچھا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میرے غلام ہیں جو مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں، مجھ سے خیانت کرتے ہیں اور میری نافرمانی کرتے ہیں، میں انہیں مارتا ہوں اور انہیں برا بھلا کہتا ہوں، میں ان سے کیسا ہوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انکی خیانت، نافرمانی، تکذیب اور تیری سزا کا حساب لگایا جائے گا، اگر تیری سزا ان کے جرموں سے کم ہوگی تو تیرے لیے اضافی ہوگی، اگر تیری سزا ان کے جرم کے برابر ہوگی تو مساوات ہو جائے گی، نہ تجھے اجر ملے گا نہ تجھے سزا ملے گی۔ اگر تیری سزا ان کے جرموں سے کم ہوگی تو تیری لیے اضافی ہوگی، اگر تیری سزا ان کے جرموں سے زیادہ ہوگی تو زیادتی کا تجھ سے بدلہ لیا جائے گا۔ وہ شخص بلند آواز سے رونے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو نے اللہ تعالیٰ کی کتاب نہیں پڑھی وَ نَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ الخ۔ اس شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! میں اپنے لیے اور ان کے لیے آزاد کرنے سے کوئی چیز بہتر نہیں پاتا، میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ وہ آزاد ہیں۔(2)

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت رفاعہ بن رافع الزرقی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم اپنے غلاموں کو سزا دیتے ہیں، اس کے متعلق آپ کا کیا ارشاد ہے؟ فرمایا ان کے جرموں اور تمہاری سزا کا وزن کیا جائے گا، اگر تمہاری سزا ان کے جرموں سے زیادہ ہوگی تو تم سے مؤاخذہ ہوگا۔ اس شخص نے پوچھا حضور ہم انہیں برا بھلا کہتے ہیں اس کا کیا ہوگا؟ فرمایا ان کے جرموں اور تمہاری اذیت کا وزن کیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 39   2۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، باب سورۃ الانبیاء، جلد 9، صفحہ 5-4 (3165) دار الفکر بیروت

جائے گا، اگر تمہاری اذیت زیادہ ہوگی تو تم سے انہیں بدلہ لے کر دیا جائے گا، اس نے پوچھا یا رسول اللہ! میں اپنے بچوں کو جو سزا دیتا ہوں اس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا تو اپنی اولاد کے بارے متہم نہیں کیا جائے گا، تیرا نفس خوش نہیں ہوگا کہ تو سیر ہو کر کھائے اور وہ بھوکے ہوں، تو لباس پہنے اور وہ برہنہ ہوں۔(1)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ غلاموں کو سزا دینے کے بارے کیا کہتے ہیں؟ فرمایا اگر تو سزا کی کوئی وجہ ہوگی تو فبہا ورنہ تم سے قیامت کے روز بدلہ لیا جائے گا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم انہیں برا بھلا کہنے کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا اسی طرح اس کا بھی حکم ہے۔ عرض کی گی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم اپنی اولاد کو سزا دیتے ہیں اور انہیں برا بھلا کہتے ہیں اس کا کیا ہوگا؟ فرمایا غلام تمہاری اولاد کی مثل نہیں ہیں، تم اپنی اولاد کے بارے متہم نہیں کیے جاؤ گے۔(2)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت زیاد بن ابی زیاد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس مال ہے اور میرے غلام ہیں، میں انہیں غصے ہوتا ہوں، کبھی ان سے بدخلقی کا اظہار کرتا ہوں، کبھی انہیں گالی گلوچ کرتا ہوں اور کبھی مارتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کے جرموں اور تیزی سزا کا میزان کیا جائے گا، اگر دونوں برابر ہوں گے تو تجھے جزاء و سزا نہیں ملے گی اور اگر تیری سزا ان کے جرموں سے زیادہ ہوگی تو قیامت کے روز اس کے بدلے تیری نیکیوں سے بدلہ لیا جائے گا۔ اس شخص نے کہا اوہ، اوہ! میری نیکیوں سے لیا جائے گا؟ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرے تمام غلام آزاد ہیں، میں کسی ایسی چیز کو نہیں روکتا جس کی وجہ سے میری نیکیاں لی جائیں، پوچھا ایسا کیوں گمان کیا؟ فرمایا کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا **وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ**۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، احمد نے الزہد میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن مسعود رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: قیامت کے روز لوگوں کو میزان کی طرف لایا جائے گا اور اس کے پاس وہ سخت جھگڑا کریں گے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ **وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ** ایسا ہے جیسا کہ **اَلْوَزْنُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ** (الاعراف: 8) ہے۔(4)

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ وہ اس طرح پڑھتے تھے **وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اٰتَيْنَابِهَا** یعنی الف کی مد کے ساتھ پڑھتے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ ہم اس کا بدلہ دیں گے۔(5)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عاصم بن ابی النجود **اَتَيْنَا** کو بغیر الف کی مد کے پڑھتے تھے۔ یعنی ہم لے آئیں گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ **مِثْقَالَ حَبَّةٍ** کا معنی وزن حبۃ ہے۔ **حٰسِبِيْنَ** کا معنی **مُحْصِيْنَ** (شمار کرنے والے) ہے۔

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 20، دار صادر بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، صفحہ 21

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 42، دار احیاء التراث العربی بیروت 5۔ ایضاً

وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَ ضِيَآءً وَّ ذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾
الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَ هُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَ هٰذَا
ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ؕ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۰﴾

''اور یقیناً ہم نے عطا فرمایا موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) کو فرقان اور روشنی اور ذکر پرہیزگاروں کے لیے۔ جو ڈرتے رہتے ہیں اپنے رب سے بن دیکھے نیز وہ قیامت سے بھی ترساں رہتے ہیں۔ اور یہ قرآن نصیحت ہے بڑی بابرکت، ہم نے (ہی) اسے اتارا ہے، تو کیا تم اس کو ماننے سے انکار کرتے ہو''۔

امام سعید بن منصور اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ اس طرح پڑھتے تھے: وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَ ضِيَآءً، فرماتے تھے: اس واو کو لے لو اور یہاں رکھو اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ الآیہ (آل عمران:173)

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا الخ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس واو کو یہاں سے نکال کر اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَ مَنْ حَوْلَهٗ (غافر:7) میں رکھو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الْفُرْقَانَ سے مراد تورات ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے الْفُرْقَانَ سے مراد تورات ہے اور اس کا حلال و حرام ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے حق اور باطل کے درمیان فرق کیا۔ (1)

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: الْفُرْقَانَ سے مراد وہ حق ہے جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو عطا فرمایا ان دونوں اور فرعون کے درمیان۔ جس کے ذریعے فرق کیا، ان کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ فرمایا۔ پھر یہ آیت پڑھی وَ مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ (الانفال:41)۔ یہاں يَوْمَ الْفُرْقَانِ سے مراد یوم بدر ہے۔ (2)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میری عزت کی قسم! نہ تو میں اپنے بندے پر دو خوف جمع کروں گا اور نہ اس کے لیے دو امن جمع کروں گا۔ جو دنیا میں مجھ سے ڈرتا رہا میں آخرت میں اسے امن دوں گا۔ (3)

ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے: هٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ سے مراد قرآن ہے۔ (4)

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: دو خصلتیں ایسی ہیں جن میں برکت ہے (۱) قرآن (۲) بارش۔ پھر یہ آیت تلاوت کی وَ نَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً (ق:9) هٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 44
2۔ ایضاً
3۔ نوادر الاصول، صفحہ 120، دار صادر بیروت (عن ابن عباس)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 45

WWW.NAFSEISLAM.COM

وَ لَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ﴿۵۱﴾ اِذْ قَالَ
لِاَبِيْهِ وَ قَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْۤ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ﴿۵۲﴾ قَالُوْا
وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ﴿۵۳﴾ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ فِيْ
ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴿۵۴﴾ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ﴿۵۵﴾ قَالَ
بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَ اَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ
مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ﴿۵۶﴾

”اور یقیناً ہم نے مرحمت فرمائی تھی ابراہیم کو ان کی دانائی اس سے پہلے اور ہم ان کو خوب جانتے تھے۔ یاد کرو جب آپ نے کہا اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہ یہ کیا مورتیاں ہیں جن کی پوجا پاٹ پر تم جمے بیٹھے ہو۔ وہ بولے پایا ہے ہم نے اپنے باپ (دادوں) کو کہ وہ ان کے پجاری تھے۔ آپ نے فرمایا بلاشبہ مبتلا رہے ہو تم بھی اور تمہارے باپ دادا بھی کھلی ہوئی گمراہی میں۔ انہوں نے پوچھا کیا تم ہمارے پاس کوئی سچی بات لے کر آئے ہو یا (صرف) دل لگی کر رہے ہو۔ آپ نے فرمایا (دل لگی نہیں کر رہا) بلکہ تمہارا رب وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے جس نے ان سب کو پیدا فرمایا ہے اور میں اس (صداقت) پر گواہی دینے والوں سے ہوں“۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ لَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ کے تحت روایت کیا ہے کہ ہم نے اسے بچپن میں ہی ہدایت دی، مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ یعنی یہ مورتیاں کیا ہیں۔ (1)

امام ابن جریر نے قتادہ سے وَ لَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ کے تحت روایت کیا ہے کہ ہم نے اسے ہدایت دی۔ (2)

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے الَّتِيْۤ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ جن کی تم عبادت کرتے ہو قَالُوْا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ یعنی انہوں نے کہا ہم نے اپنے آباء واجداد کو ایک دین پر پایا۔ پس اس پر ان کی پیروی کرتے ہوئے چلتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا (نے ذم الملاہی میں)، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے تو وہ شطرنج کھیل رہے تھے۔ فرمایا: کیا ہیں یہ مورتیاں جن پر تم جمے بیٹھے ہو؟ تم میں سے کسی کا آگ کے انگارے کو ہاتھ میں پکڑنا حتی کہ وہ بجھ جائے، شطرنج کو پکڑنے سے بہتر ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نردشیر (تاش) اور شطرنج کھیلنے والوں کو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 46-45 2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 46

سلام نہیں کرتے تھے۔

وَ تَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝۵۷ فَجَعَلَهُمْ
جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ۝۵۸ قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا
بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۵۹ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ
اِبْرٰهِيْمُ ۝۶۰ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ۝۶۱ قَالُوْٓا
ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝۶۲ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا
فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ۝۶۳ فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ
اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۶۴ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ
يَنْطِقُوْنَ ۝۶۵ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّ لَا
يَضُرُّكُمْ ۝۶۶ اُفٍّ لَّكُمْ وَ لِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۶۷

''اور بخدا میں بندوبست کروں گا تمہارے بتوں کا جب تم چلے جاؤ گے پیٹھ پھیرتے ہوئے۔ پس آپ نے انہیں ریزہ ریزہ کر ڈالا مگر ان کے بڑے بت کو کچھ نہ کہا تاکہ وہ لوگ (اس افتاد کے بارے میں) اس کی طرف رجوع کریں۔ وہ بولے کس نے یہ حال کیا ہے ہمارے بتوں کا، بے شک وہ ظالموں میں سے ہے۔ (چند آدمیوں نے) کہا ہم نے ایک نوجوان کو سنا ہے کہ وہ ان کا ذکر (برائی سے) کیا کرتا ہے اسے ابراہیم کہا جاتا ہے۔ کہنے لگے تو پھر (پکڑ کر) لاؤ اسے سب لوگوں کے روبرو، شاید وہ اس کے متعلق کوئی شہادت دیں۔ (ابراہیم پکڑ کر لائے گئے تو) لوگوں نے پوچھا اے ابراہیم! کیا تو نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ حرکت کی ہے؟۔ فرمایا بلکہ ان کے اس بڑے نے حرکت کی ہوگی سو ان سے پوچھو! اگر یہ گفتگو کی سکت رکھتے ہوں۔ (لاجواب ہو کر) اب وہ دلوں میں غور کرنے لگے پھر بولے بلاشبہ تم ہی زیاں کار ستمگار ہو۔ پھر وہ اوندھے ہو کر (اپنی سابقہ گمراہی کی طرف) پلٹ گئے اور کہنے لگے تم خوب جانتے ہو کہ یہ بولتے نہیں۔ آپ نے فرمایا (نادانو!) کیا تم عبادت کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان (بے بس بتوں) کی جو نہ تمہیں کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ تمہیں ضرر پہنچا سکتے ہیں۔ تف ہے تم پر نیز ان بتوں پر جن کو تم پوجتے ہو اللہ تعالیٰ کے سوا۔ کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب حضرت ابراہیم کی قوم

WWW.NAFSEISLAM.COM

اپنے میلہ کی طرف نکلی تو وہ حضرت ابراہیم کے پاس سے گزرے، انہوں نے کہا اے ابراہیم! کیا تم ہمارے ساتھ میلہ پر نہیں آؤ گے۔ آپ نے فرمایا: میری طبیعت ناساز ہے۔ آپ ایک دن پہلے بیمار تھے۔ تَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ فرمایا بخدا میں بندوست کروں گا تمہارے بتوں کا جب تم چلے جاؤ گے، کچھ لوگوں نے آپ کی یہ بات سن لی تھی۔ جب وہ میلہ پر چلے گئے تو آپ گھر تشریف لے گئے، کھانا اٹھایا اور ان کے بتوں کی طرف چل دیئے، کھانا بتوں کے قریب رکھ دیا اور فرمایا: کیا تم کھاتے نہیں ہو۔ آپ نے تمام بتوں کو توڑ ڈالا۔ صرف بڑے بت کو کچھ نہ کہا پھر جس ہتھیار کے ساتھ آپ نے بتوں کو توڑا تھا اسے بڑے بت کے ہاتھ میں باندھ دیا، جب لوگ میلہ سے واپس آئے اور اپنے بت خانہ میں داخل ہوئے تو تمام بت ٹوٹے پڑے ہیں اور بڑے بت کے ہاتھ میں وہ ہتھیار موجود تھا جس کے ساتھ بتوں کو توڑا گیا تھا، ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کس نے یہ درگت بنائی ہے ہمارے معبودوں کی؟ تو جن لوگوں نے آپ کی یہ گفتگو سنی تھی کہ میں اللہ کی قسم! ان کا بندوست کروں گا، انہوں نے کہا ہم نے ایک نوجوان کو سنا ہے وہ ہمارے بتوں کا برائی سے تذکرہ کرتا ہے، پس اس وقت حضرت ابراہیم نے ان سے یہ مناظرہ کیا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر رنے مجاہد سے تَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ جب قوم نے آپ کو میلہ میں شریک ہونے کی دعوت دی اور آپ نے انکار کیا اور آپ نے فرمایا: میری طبیعت ناساز ہے۔ تو آپ نے بتوں کے متعلق جو وعید اور دھمکی دی تھی اسے ایک شخص نے سن لیا جو میلہ سے پیچھے رہ گیا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ ہم نے ایک نوجوان کے متعلق سنا ہے جو بتوں کا برائی کے ساتھ ذکر کرتا ہے، اسے ابراہیم کہا جاتا ہے۔ حضرت ابراہیم نے وہ کلہاڑا جس کے ساتھ آپ نے ان بتوں کو تہس نہس کیا تھا اس بڑے بت کے سینہ پر لٹکا دیا جو آپ نے چھوڑ دیا تھا۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر رنے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن کا چچا بت بناتا تھا اور پھر انہیں ایک رسی کے ساتھ باندھ دیتا تھا، حضرت ابراہیم انہیں گردن پر اٹھا کر بازار میں بیچنے کے لیے گھماتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص بت خریدنے کے لیے آیا تو حضرت ابراہیم نے اس سے پوچھا تم یہ بت خرید کر کیا کرو گے؟ اس شخص نے کہا میں اسے سجدہ کروں گا، حضرت ابراہیم نے اسے کہا تو بزرگ اس حقیر کو سجدہ کرتا ہے۔ مناسب تو یہ ہوتا ہے کہ چھوٹا بڑے کو سجدہ کرے۔ اسی وجہ سے انہوں نے کہا ہم نے ایک نوجوان کو سنا ہے کہ وہ بتوں کا تذکرہ برائی کے ساتھ کرتا ہے، اسے ابراہیم کہا جاتا ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس وقت کیا تھا جب وہ سن نہیں رہے تھے۔ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا آپ نے بتوں کو ریزہ ریزہ کر دیا۔ اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لیکن جوان بتوں میں سے بڑا، نفیس اور معزز سمجھا جاتا تھا اسے آپ نے کچھ نہ کہا: لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ آپ نے ان کے ساتھ یہ تدبیر فرمائی تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں اور عبرت حاصل کریں۔ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰۤى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ انہوں نے بغیر دلیل اور گواہی کے آپ کو گرفتار کرنا ناپسند کیا، اس لیے کہا اسے لوگوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17 صفحہ 49-47، دار احیاء التراث العربی بیروت

کے روبرو لے آؤ تا کہ وہ گواہی دیں۔ ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ﴿۶۲﴾ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ﴿۶۳﴾ فَرَجَعُوْۤا اِلٰۤى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْۤا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ اسی وجہ سے آپ نے بڑے بت کو چھوڑ دیا تھا کہ ان کی عقلوں کو جھنجھوڑا جائے۔ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ وہ اندھے گر پڑے پھر سابقہ گمراہی میں۔ بری غیرت نے قوم کو گھیرے میں لے لیا، کہنے لگے تم خوب جانتے ہو کہ یہ بولتے نہیں ہیں۔ (1)

ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے جُذٰذًا کا مطلب حُطٰمًا (ریزہ ریزہ کرنا) روایت کیا ہے۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا معنی پھاڑنا روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ ان بتوں میں سے بڑا بت تھا۔

امام ابو داؤد، ترمذی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کلام میں کبھی ظاہراً بھی جھوٹ نہیں بولا مگر تین صورتوں میں رضائے الٰہی کی خاطر۔ ایک آپ نے فرمایا (۱) میری طبیعت ناز ساز تھی، جب کہ آپ کی اس وقت طبیعت ناساز نہیں تھی (۲) آپ نے حضرت سارہ کے متعلق کہا کہ یہ میری بہن ہے (۳) آپ نے فرمایا اس بڑے (بت) نے یہ حرکت کی ہوگی۔ (3)

امام ابو یعلی رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگ (قیامت کے روز) حضرت ابراہیم کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت فرمائیں۔ آپ فرمائیں گے۔ میں نے (ظاہراً) تین جھوٹے بولے تھے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اور ان میں سے کوئی بھی (حقیقۃً) جھوٹ نہیں تھا مگر آپ نے اس کے ذریعے سے اللہ کے دین کا دفاع کیا تھا۔ فرمایا (۱) میں بیمار ہوں (۲) اس بڑے نے یہ حرکت کی ہوگی (۳) حضرت سارہ کے متعلق کہا یہ میری بہن ہے۔

ابن جریر، ابن المنذر نے ابن جریج سے روایت کیا ہے: فَرَجَعُوْۤا اِلٰۤى اَنْفُسِهِمْ یعنی وہ ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ (4)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید سے ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ یعنی پھر وہ اپنی رائے اور نظریے پر اوندھے گر گئے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے اُفٍّ کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ کلمہ ردی کلام کے لیے بولا جاتا ہے۔

قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَ انْصُرُوْۤا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۶۸﴾ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۶۹﴾ وَ اَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 52-47
2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 48
3۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی باب سورۃ الانبیاء، جلد 9، صفحہ 5 (3166)، دار الفکر بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 52

الْاَخْسَرِیْنَ ۚ﴿۷۰﴾ وَ نَجَّیْنٰهُ وَ لُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا لِلْعٰلَمِیْنَ ﴿۷۱﴾ وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ ؕ وَ یَعْقُوْبَ نَافِلَةً ؕ وَ كُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِیْنَ ﴿۷۲﴾ وَ جَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْهِمْ فِعْلَ الْخَیْرٰتِ وَ اِقَامَ الصَّلٰوةِ وَ اِیْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَ كَانُوْا لَنَا عٰبِدِیْنَ ﴿۷۳﴾ۙ

"(سب یک زبان ہوکر) بولے جلا ڈالو اس کو اور مدد کرو اپنے خداؤں کی اگر تم کرنا چاہتے ہو۔ (جب آپ کو آتش کدہ میں پھینکا گیا تو) ہم نے حکم دیا اے آگ! ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی کا باعث بن جا ابراہیم کے لیے۔ انہوں نے تو ابراہیم کو گزند پہنچانے کا ارادہ کیا لیکن ہم نے ان کو نا کام بنا دیا۔ اور ہم نے نجات دی آپ کو اور لوط کو، اس سرزمین کی طرف (ہجرت کا حکم دیا) جسے ہم نے بابرکت بنایا تھا تمام جہان والوں کے لیے۔ اور ہم نے عطا فرمایا انہیں اسحٰق (جیسا فرزند) اور یعقوب (جیسا) پوتا اور سب کو ہم نے صالح بنا دیا۔ اور ہم نے بنا دیا انہیں پیشوا (لوگوں کے لیے) وہ راہ دکھاتے تھے ہمارے حکم سے اور ہم نے وحی بھیجی ان کی طرف کہ وہ نیک کام کریں اور نماز ادا کریں اور زکوٰۃ دیا کریں اور وہ سب ہمارے عبادت گزار تھے"۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے یہ آیت عبداللہ بن عمر کے سامنے تلاوت کی تو انہوں نے فرمایا مجاہد! تجھے معلوم ہے کہ ابراہیم کو آگ میں جلانے کا مشورہ کس نے دیا تھا؟ میں نے کہا نہیں، عبداللہ بن عمر نے فرمایا: وہ فارس کے بدوؤں میں سے ایک آدمی تھا یعنی الاکراد۔ (1)

امام ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب ابراہیم علیہ کے لیے لکڑیاں جمع کی گئیں اور انہیں آگ میں ڈالا گیا تو بارش کے فرشتہ نے یہ کہنا شروع کر دیا مجھے کب بارش برسانے کا حکم ہوگا کہ میں بارش برساؤں؟ اللہ تعالیٰ کا حکم بہت جلدی پہنچنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا جب یہ حکم ہوا تو زمین پر موجود ہر آگ بجھ گئی تھی۔

امام احمد، طبرانی، ابویعلی اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ابراہیم کو آگ میں ڈالا گیا تو زمین کا ہر جانور اس آگ کو بجھانے کی کوشش کر رہا تھا سوائے چھپکلی کے، یہ حضرت ابراہیم پر آگ کو پھونکیں مار رہی تھی۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے (چھپکلی کو) قتل کرنے کا حکم دیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھپکلیوں کو مارنے کا حکم دیا۔ یہ ابراہیم علیہ السلام پر آگ کو بھڑکاتی تھیں۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے المصنف میں حضرت معمر عن قتادہ عن بعضہم رحمہ اللہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 54، دار احیاء التراث العربی بیروت

ﷺ نے فرمایا: مینڈک حضرت ابراہیم سے آگ کو بجھاتا تھا اور چھپکلی آگ کو بھڑکاتی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے مینڈک کو مارنے سے منع کیا اور چھپکلی کو مارنے کا حکم دیا۔(1)

امام ابن المنذر رنے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مینڈک کو برا بھلامت کہو کیونکہ اس کی آواز تسبیح، تقدیس اور تکبیر ہے، جانوروں نے اپنے رب سے اجازت طلب کی کہ وہ ابراہیم علیہ السلام سے آگ کو بجھائیں، تو مینڈک کو اجازت دی گئی۔ پس آگ جب آپ پر تہہ درتہہ ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آگ کے سمندر کو پانی کی ٹھنڈک میں بدل دیا۔

امام ابویعلی، ابونعیم، ابن مردویہ اور الخطیب رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو آپ نے یہ کہا اے اللہ! تو آسمان میں ایک ہے اور میں زمین میں ایک ہوں جو تیری عبادت کرتا ہوں۔

امام ابن ابی شیبہ نے المصنف میں اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو سب سے پہلا کلمہ جو آپ نے کہا وہ یہ تھا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت کعب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آگ نے حضرت ابراہیم کا کچھ نہ جلایا سوائے اس رسی کے جس کے ساتھ آپ کو باندھا گیا تھا۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت المنہال بن عمرو رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے بتایا گیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو آپ کی عمر پچاس یا چالیس سال تھی، فرماتے ہیں: میری زندگی کے حسین اور عمدہ دن اسی عمر کے تھے جب میں چالیس پچاس کے درمیان تھا، میں خواہش کرتا تھا کہ میری ساری زندگی اسی طرح ہو۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب ابراہیم خلیل الرحمٰن کو آگ میں ڈالا گیا، بارش کے فرشتہ نے عرض کی یارب! تیرا خلیل ابراہیم امید کرتا ہے کہ اس کے لیے بارش برسانے کی اجازت دی جائے گی، پس اللہ تعالیٰ کا امر اس سے جلدی نافذ ہونے والا تھا۔ ارشاد فرمایا یٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا پس زمین کی ہر آگ بجھ گئی۔(4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت شعیب الجبائی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جس شخص نے کہا تھا کہ ابراہیم کو جلا دو اسکا نام ہیون تھا۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے زمین میں دھنسا دیا تھا اور وہ قیامت تک دھنستا ہی چلا جائے گا۔(5)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قُلْنَا یٰنَارُ یہ کہنے والا جبرئیل تھا۔(6)

امام الفریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اگر اللہ تعالیٰ بَرْدًا کے بعد سَلٰمًا نہ فرماتے تو حضرت ابراہیم ٹھنڈک کی وجہ سے وصال کر جاتے۔ اس دن سطح

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 4، صفحہ 341، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما اعطی اللہ ابراہیم، جلد 6، صفحہ 331، دارالتاج بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 55 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 54 6۔ ایضاً

زمین پر جلنے والی ہر آگ بجھ گئی تھی، ہر آگ نے یہ گمان کیا کہ مجھے حکم ہو رہا ہے۔(1)

امام الفریابی، ابن ابی شیبہ، احمد نے الزہد میں، عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ بَرۡدًا کے بعد سَلٰمًا نہ فرماتے تو آگ کی ٹھنڈک ہی آپ کو مار دیتی۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت شمر بن عطیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب لوگوں نے حضرت ابراہیم کو آگ میں ڈالنے کا ارادہ کیا تو بارش کے فرشتے نے عرض کی یا رب! تیرا خلیل امید کرتا ہے کہ اس کے لیے بارش برسانے کی اجازت دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یٰنَارُ كُوۡنِىۡ الخ تو اس دن زمین پر جلنے والی آگ بجھ گئی۔

امام احمد نے الزہد میں اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہلال رحمہ اللہ کے طریق سے بکر بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب لوگوں نے ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کا ارادہ کیا تو تمام مخلوق حاضر ہوئی اور عرض کی: یا رب! تیرا خلیل آگ میں ڈالا جا رہا ہے، ہمیں اس سے آگ بجھانے کی اجازت مرحمت فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ میرا خلیل ہے اور زمین پر اس کے علاوہ میرا کوئی خلیل نہیں ہے، میں اس کا الٰہ ہوں، میرے علاوہ اس کا کوئی الٰہ نہیں ہے، اگر وہ تم سے مدد طلب کرتا ہے تو تم اس کی ضرور اس کی مدد کرو ورنہ اسے میرے بھروسہ پر چھوڑ دو۔ فرماتے ہیں: بارش کا فرشتہ حاضر ہوا اور عرض کی: یا رب! تیرا خلیل آگ میں پھینکا جا رہا ہے، مجھے اس سے بارش کے ذریعے آگ بجھانے کی اجازت دے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ میرا خلیل ہے، زمین پر اس کے علاوہ میرا کوئی خلیل نہیں ہے، میں اس کا الٰہ ہوں اس کے لیے میرے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے، اگر وہ تجھ سے مدد مانگتا ہے تو اس کی مدد کر ورنہ اسے چھوڑ دو۔ فرماتے ہیں جب آپ کو آگ میں ڈالا گیا تو آپ نے دعا فرمائی۔ حضرت ابو ہلال اس دعا کے الفاظ بھول گئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یٰنَارُ كُوۡنِىۡ بَرۡدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤى اِبۡرٰهِيۡمَ پس مشرق و مغرب میں ہر جلنے والی آگ ٹھنڈی ہو گئی اور اس دن کوئی آگ کسی جگہ نہ جلی۔(3)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت کعب نے فرمایا: اس دن اہل زمین میں سے کسی نے آگ سے کوئی نفع حاصل نہ کیا اور اس دن آگ نے کچھ نہ جلایا سوائے حضرت ابراہیم کی رسی کے جس سے آپ کو باندھا گیا تھا۔ قتادہ فرماتے ہیں اس دن حضرت ابراہیم سے آگ بجھانے کے لیے ہر جانور آیا سوائے چھپکلی کے۔ وہ آگ تیز کرنے کے لیے آئی تھی۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: علماء فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ آگ میں جبرئیل امین بھی تھے، وہ آپ سے پسینہ پونچھ رہے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو آپ اس آگ میں بیٹھ گئے تو لوگوں نے اپنے بادشاہ کی طرف پیغام بھیجا۔ وہ آیا تو متعجب نگاہوں سے دیکھنے لگا! ایک شرارہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 54
2۔ کتاب الزہد، صفحہ 101، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، صفحہ 02-101
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 56

اس آگ سے اڑا اور بادشاہ کے پاؤں کے انگوٹھے پر گرا تو وہ اس طرح جل گیا جس طرح اونی کپڑا جلتا ہے۔

امام ابن المنذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ابراہیم آگ سے باہر نکلے تو آپ کو پسنیہ آیا ہوا تھا اور آگ نے صرف آپ کی رسی کو جلایا تھا، لوگوں نے ایک اور شخص کو پکڑ کر آگ میں ڈالا تو وہ جل گیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سلیمان بن صرد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے (سلیمان نے نبی کریم ﷺ سے ملاقات کی تھی) کہ جب لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے لکڑیاں اکٹھی کرنی شروع کر دیں۔ ایک بوڑھی عورت اپنی پیٹھ پر لکڑیاں اٹھا کر لاتی اس سے پوچھا جاتا کہاں کا ارادہ ہے؟ وہ کہتی میں اس شخص کی طرف جا رہی ہوں جو ہمارے خداؤں کا برائی سے ذکر کرتا ہے، حضرت ابراہیم کو آگ میں پھینکنے کے لیے لے جایا جا رہا تھا۔ تو آپ نے فرمایا اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ﴿۹۹﴾ (الصافات) پھر جب آپ کو آگ میں ڈالا گیا تو آپ نے فرمایا حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یٰنَارُ كُوْنِیْ ابولوط جو حضرت ابراہیم کا چچا تھا اس نے کہا آگ نے ابراہیم کو میری قرابت کی وجہ سے نہیں جلایا اللہ تعالیٰ نے آگ سے ایک گردن بھیجی جس نے اس کو جلا کر خاکستر کر دیا۔

امام الفریابی، ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آگ کو ٹھنڈا ہونے کا حکم دیا تو وہ اتنی ٹھنڈی ہوگئی کہ آپ کو تکلیف دینے لگی حتی کہ اللہ تعالیٰ نے سَلٰمًا فرمایا تو اس سے تکلیف ختم ہوگئی۔(1)

امام الفریابی اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ سَلٰمًا نہ فرماتے تو حضرت ابراہیم کو ٹھنڈک ہی ختم کر دیتی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سب سے بہتر قول وہ ہے جو حضرت ابراہیم کے باپ نے کہا تھا۔ جب آپ سے طبق اٹھایا گیا جب کہ آپ آگ میں تھے تو اس نے دیکھا کہ آپ اپنی پیشانی سے پسینہ صاف کر رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم کے والد نے اسے وقت کہا نِعْمَ الرَّبُّ رَبُّكَ یَا اِبْرَاهِیْمُ اے ابراہیم! تیرا پروردگار کتنا (لجپال) اور اچھا ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت شعیب الجبائی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں پھینکا گیا تو اس وقت آپ کی عمر سولہ سال تھی اور اسحٰق علیہ السلام کو ذبح کیا گیا تو آپ کی عمر سات سال تھی۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے محضرت عتمر بن سلیمان عن بعض اصحابہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ جبرئیل امین ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے جب کہ آپ کو آگ میں ڈالنے کے لیے باندھا جا رہا تھا کہا اے ابراہیم! کیا تجھے کوئی ضرورت ہے؟ حضرت ابراہیم نے کہا تجھ سے نہیں۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ارقم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا جب کہ آپ کو آگ میں پھینکنے کے لیے باندھا جا رہا تھا، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ رَبَّ الْعَالَمِیْنَ لَكَ الْحَمْدُ وَ لَكَ الْمُلْكُ لَا شَرِیْكَ لَكَ۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 55 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 56 5۔ ایضاً

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سَلٰمًا فرمایا تا کہ آگ کی ٹھنڈک آپ کو اذیت نہ دے۔ اگر اللہ تعالیٰ سَلٰمًا کا کلمہ نہ فرماتے تو ٹھنڈک آپ کے لیے گرمی سے زیادہ اذیت ناک ہو جاتی۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لوگوں نے ایک اور شخص کو آگ میں ڈال دیا تا کہ اس کی نجات کو دیکھ لیں جیسے حضرت ابراہیم کو نجات ملی ہے۔ تو وہ شخص جل گیا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور ابو مالک رحمہما اللہ سے اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ کے تحت فرمایا ہے کہ الْاَرْضِ سے مراد شام کی زمین ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابی بن کعب سے روایت کیا ہے کہ مذکورہ آیت میں الْاَرْضِ سے مراد شام کا ملک ہے۔ ہر میٹھا پانی اس چٹان سے آتا ہے جو بیت المقدس میں ہے، آسمان کا پانی چٹان کی طرف آتا ہے پھر زمین میں بکھر جاتا ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ شام میں سترہ سو انبیاء کی قبور ہیں، دمشق آخر زمانہ میں جنگوں سے لوگوں کی پناہ ہوگا۔(4)

امام حاکم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ لوط علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کے بھائی کے بیٹے تھے۔(5)

امام ابن سعد نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب حضرت ابراہیم کوثی سے چلے گئے اور آگ سے باہر آئے تو آپ کی زبان سریانی تھی پھر جب حران سے فرات کو عبور کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی زبان بدل دی اور جب فرات کو عبور کیا تو عبرانی ہوگئی، نمرود نے آپ کے پیچھے آدمی بھیجے اور کہا ہر سریانی زبان بولنے والے شخص کو میرے پاس لے آؤ، حضرت ابراہیم سے ملے تو آپ عبرانی میں گفتگو کر رہے تھے۔ انہوں نے آپ کو چھوڑ دیا اور وہ آپ کی زبان نہ پہچان سکے۔(6)

امام ابن عساکر نے حضرت حسان بن عطیہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبط کے بادشاہ نے لوط علیہ السلام پر حملہ کیا اور لوط علیہ السلام کو اور آپ کے اہل کو قیدی بنالیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس کی خبر پہنچی تو آپ اہل بدر کی تعداد یعنی تین سو تیرہ افراد کے ساتھ لوط علیہ السلام کی تلاش میں نکلے۔ آپ کا مقابلہ معفور کے صحراء میں نبطیوں سے ہوا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے لشکر میمنہ، میسرہ اور قلب کی صورت میں ترتیب دیا۔ سب سے پہلے جنگ میں لشکر کی یہ ترتیب آپ نے دی تھی، جنگ شروع ہوئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں شکست دی اور حضرت لوط اور آپ کے اہل کو خلاصی دلوائی۔(7)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نَجَّيْنٰهُ میں مفعول ضمیر کا مرجع ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ وَ لُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ میں الْاَرْضِ سے مراد وہ ارض مقدسہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے تمام جہان والوں کے لیے برکتیں رکھی ہیں۔ کیونکہ زمین میں ہر میٹھا پانی اسی زمین سے آتا ہے۔ یعنی بیت المقدس میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 56 2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 56

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 410 (32462)، دار التاج بیروت 4۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 2، صفحہ 411، دار الفکر بیروت

5۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 561، مکتبۃ النصر الحدیثۃ

6۔ طبقات ابن سعد، باب ذکر ابراہیم خلیل الرحمٰن، جلد 1، صفحہ 46، دار صادر بیروت 7۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 50، صفحہ 307، دار الفکر بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

موجود چٹان کی جڑ سے آتا ہے، آسمان سے پانی اس چٹان کی طرف آتا ہے پھر وہاں سے زمین میں پھیل جاتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: حضرت ابراہیم اور لوط علیہما السلام عراق کی زمین میں تھے پھر وہ شام کی زمین کی طرف چلے گئے، شام کو عماد دار الہجرہ کہا جاتا تھا، زمین میں سے جو کم ہوا وہ شام میں زیادہ کیا گیا اور جو شام سے کم ہوا وہ فلسطین میں زیادہ کیا گیا، کہا جاتا ہے کہ شام محشر ومنشر کی زمین ہے۔ اس میں عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا اور اسی جگہ اللہ تعالیٰ شیخ الضلالہ دجال کو ہلاک کرے گا۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الْاَرْضِ سے مراد شام کی زمین ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت کعب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الْاَرْضِ سے مراد حران کا علاقہ ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ یعنی ہم نے انہیں بیٹا اسحٰق عطا فرمایا۔ وَ یَعْقُوْبَ نَافِلَةً اور یعقوب (جیسا) پوتا عطا فرمایا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے نَافِلَةً کا معنی عطیہ روایت کیا ہے۔(2)

امام عبد الرزاق اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت الکلبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی تو آپ کی دعا قبول کی گئی اور مزید یعقوب علیہ السلام عطا فرمائے گئے۔(3)

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت الحکم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نَافِلَةً سے مراد پوتا ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: وَ جَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً یَّهْدُوْنَ یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں مقتدیٰ بنایا، امر الٰہی میں ان کی اقتدا کی جاتی ہے۔(4)

وَ لُوْطًا اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا وَّ نَجَّیْنٰهُ مِنَ الْقَرْیَةِ الَّتِیْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓىِٕثَ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِیْنَ ﴿۷۴﴾ وَ اَدْخَلْنٰهُ فِیْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۷۵﴾ وَ نُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّیْنٰهُ وَ اَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِیْمِ ﴿۷۶﴾ وَ نَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۷۷﴾

”اور لوط کو ہم نے حکومت اور علم عطا فرمایا اور نجات دی اسے اس گاؤں سے جس کے باشندے بہت رذیل کام کیا کرتے تھے بے شک وہ لوگ بڑے نابکار اور نافرمان تھے۔ اور ہم نے اسے داخل کر لیا اپنے (حریم) رحمت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 59
2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 60
3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 388 (1872)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 60

میں بے شک وہ نیکو کاروں میں سے تھا۔ اور یاد کرو نوح کو جب انہوں نے (ہمیں) پکارا پیش ازیں تو ہم نے قبول فرمایا ان کی دعا کو اور بچایا انہیں اور ان کے گھر والوں کو سخت مصیبت سے۔ اور ہم نے ان کی حمایت کی اس قوم کے مقابلہ میں جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا۔ بے شک وہ بڑے ناہنجار لوگ تھے پس ہم نے غرق کر دیا ان سب کو''۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قوم لوط میں دس ایسی عادتیں تھیں جن کی وجہ سے وہ مشہور تھے: کبوتروں سے کھیلنا، غلیل سے ڈھیلے پھینکنا، مجلس میں کنکریاں پھینکنا، بالوں کو پھیلانا، مصطگی کا چبانا، ازار لٹکانا، برہنہ ہونا، مردوں سے بدکاری کرنا، شراب کی محفل سجانا، یہ امت ان برائیوں پر اضافہ کرے گی۔(1)

ابن ابی الدنیا نے ذم الملاہی میں اور ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: چھ عادات اس امت میں قوم لوط کی عادات سے ہیں: غلیلیں چلانا، سیٹیاں بجانا، ڈھیلے پھینکنا، کنکریاں پھینکنا، برہنہ ہونا، مصطگی چبانا۔(2)

امام اسحق بن بشر، الخطیب اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چھ (بری) عادتیں قوط لوط نے اپنائیں، ان کی وجہ سے وہ ہلاک ہوئے میری امت اس پر ایک خصلت کا اضافہ کرے گی (۱) مردوں کا مردوں سے برائی کرنا (۲) غلیلوں سے ڈھیلے پھینکنے (۳) کنکریاں پھینکنا (۴) کبوتروں سے کھیلنا (۵) دف بجانا (۶) شراب پینا (۷) داڑھی کٹوانا (۸) مونچھیں بڑھانا (۹) سیٹیاں بجانا (۱۰) تالیاں بجانا (۱۱) ریشم کا لباس پہننا اور میری امت ان برائیوں پر ایک خصلت کا اضافہ کرے گی، اور وہ عورتوں کا عورتوں سے برائی کرنا ہے۔(3)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت الزبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قوم لوط کی تمام عادتیں ختم ہوگئی ہیں مگر تین باقی ہیں: تلواروں کی نیام کے لوہے، ناخنوں کو دانتوں سے توڑنا، شرم گاہ کا کھولنا۔(4)

ابن جریر نے ابن زید سے روایت کیا ہے کہ فِیْ رَحْمَتِنَا سے مراد اسلام ہے یعنی ہم نے اسے اسلام میں داخل کیا۔(5)

وَ دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ اِذْ یَحْكُمٰنِ فِی الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِیْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ
وَ كُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِیْنَ ﴿۷۸﴾ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَیْمٰنَ ۚ وَ كُلًّا اٰتَیْنَا حُكْمًا وَّ عِلْمًا ۫
وَّ سَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ یُسَبِّحْنَ وَ الطَّیْرَ ؕ وَ كُنَّا فٰعِلِیْنَ ﴿۷۹﴾ وَ عَلَّمْنٰهُ
صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَ
لِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ عَاصِفَةً تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا ؕ

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 50، صفحہ 321، دار الفکر بیروت — 2۔ ایضاً، جلد 50، صفحہ 321 — 3۔ ایضاً، جلد 50، صفحہ 322

4۔ ایضاً، جلد 50، صفحہ 321 — 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 61

وَ كُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَ مِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَ يَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَ كُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۲﴾

''اور یاد کرو داؤد وسلیمان (علیہما السلام) کو جب وہ فیصلہ کر رہے تھے ایک کھیتی کے جھگڑے کا، جب رات کے وقت چھوٹ گئیں اس میں ایک قوم کی بکریاں اور ہم ان کے فیصلہ کا مشاہدہ کر رہے تھے۔ سو ہم نے سمجھا دیا وہ معاملہ سلیمان کو اور ان سب کو ہم نے بخشا تھا حکم اور علم اور ہم نے فرمانبردار بنا دیا داؤد کا پہاڑوں اور پرندوں کو، وہ سب ان کے ساتھ مل کر تسبیح کہا کرتے اور (یہ شان) ہم دینے والے تھے۔ اور ہم نے سکھا دیا انہیں زرہ بنانے کا ہنر تمہارے فائدہ کے لیے تا کہ وہ زرہ بچائے تمہیں تمہاری زد سے تو کیا تم (اس احسان کا) شکریہ ادا کرنے والے ہو۔ اور ہم نے سلیمان کے لیے تند و تیز ہوا کو فرمانبردار بنا دیا، چلتی تھی وہ ہوا ان کے حکم سے اس سرزمین کی طرف جسے ہم نے بابرکت بنا دیا تھا اور ہم ہر چیز کو جاننے والے تھے۔ اور ہم نے مسخر کر دیئے شیطانوں میں سے جو (سمندروں میں) غوطہ زنی کرتے ان کے لیے اور کیا کرتے طرح طرح کے اور کام اور ہم ہی ان کے نگہبان تھے''۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت داؤد کا نسب یہ تھا: داؤد بن ایشا بن عوید بن عابر جو یہوذا ابن یعقوب کی اولاد سے تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا قد چھوٹا تھا، آنکھیں نیلی تھیں، بال کم تھے اور دل پاک تھا۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مرہ سے روایت کیا ہے کہ ایک کھیت تھا جس میں رات کے وقت کسی قوم کی بکریاں چھوٹ گئی تھیں، ان کا اس کھیتی کے متعلق جھگڑا ہوا تو وہ اپنا جھگڑا حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس لے گئے۔ آپ نے بکریوں کا فیصلہ کھیتی والوں کے حق میں کر دیا۔ وہ لوگ حضرت سلیمان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے آپ کے سامنے اس فیصلہ کا ذکر کیا۔ حضرت سلیمان نے فرمایا بکریاں نہیں دی جائیں گی۔ بلکہ بکریوں والے اس کھیتی کی دیکھ بھال کریں۔ جب یہ دوبارہ اس طرح تیار ہو جائے جس طرح پہلے تھی تو مالک کے حوالے کر دیں۔ پس اس وقت یہ آیت نازل ہوئی فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ۔ (2)

امام ابن جریر، ابن مردویہ، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ وہ انگوروں کی بیلیں تھیں جن پر انگوروں کے گچھے لگ چکے تھے۔ ان کو بکریوں نے خراب کر دیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے بکریاں کھیتی والے کو دینے کا فیصلہ فرمایا۔ حضرت سلیمان نے فرمایا: اے اللہ کے نبی! اس کے علاوہ بھی کوئی فیصلہ ہو سکتا ہے؟ حضرت داؤد نے کہا وہ کیا ہو سکتا ہے؟ حضرت سلیمان نے فرمایا: کھیتی بکریوں والے کی سپرد کی جائے، وہ اس کی دیکھ بھال کرے حتی کہ وہ پہلے کی طرح ہو جائے اور بکریاں، کھیتی والے کے حوالے کی جائیں، وہ ان سے نفع حاصل کرے حتی کہ جب کھیتی پہلے کی طرح تیار ہو جائے تو کھیتی مالک کے حوالے کی جائے اور بکریاں اپنے مالک کے سپرد کی جائیں۔ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ سے یہی مراد ہے۔ (3)

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 585، مکتبۃ النصر الحدیثہ 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 64-62 3۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 63

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جس کھیت میں بکریاں چھوٹ گئی تھیں وہ انگور کا کھیت تھا۔ ان بکریوں نے پتے اور انگور سب کھا ڈالے تھے، وہ لوگ فیصلہ لے کر حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آئے، حضرت داؤد علیہ السلام نے بکریاں کھیتی کے مالک کے حوالے کر دیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: انگوروں والے کی بیلیں اور زمین باقی ہے، اس کے لیے فیصلہ اس طرح ہوگا کہ بکریاں کھیتی والے کو دی جائیں، وہ ان کا دودھ، اون اور دوسرے منافع حاصل کرتا رہے اور بکریوں کے مالک کے سپرد کھیتی کی جائے، وہ آباد کرے، اس کی اصلاح کرے حتی کہ وہ اس حالت پر لوٹ آئے جس پر اسے بکریاں چر گئی تھیں۔ پھر بکریوں والے کو اپنی بکریاں دی جائیں اور کھیتی والے کو اپنی کھیتی دی جائے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم ان کے فیصلہ کو دیکھ رہے تھے۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ دو آدمی حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس گئے۔ ایک کھیتی کا مالک تھا اور دوسرا بکریوں کا مالک تھا۔ کھیتی والے نے کہا اس شخص نے اپنی بکریاں میری کھتی میں چھوڑ دی تھیں، میرا کھیتی کا کچھ بھی باقی نہیں رہا، حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا: تم جاؤ یہ تمام بکریاں تیری ہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے یہ فیصلہ فرما دیا۔ بکریوں کا مالک حضرت سلیمان کے پاس سے گزرا۔ انہیں حضرت داؤد علیہ السلام کے فیصلہ سے آگاہ کیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس گئے اور کہا اے اللہ کے نبی! فیصلہ تو آپ کے فیصلہ کے سوا درست ہے۔ حضرت داؤد نے فرمایا: وہ کیسے؟ حضرت سلیمان نے فرمایا کھیتی کی کل پیداوار سے مالک محروم ہوا ہے جو اسے ہر سال ملتی تھی، اس کے لیے بکریوں والے کی بکریاں لے کر اس کے حوالے کی جائیں۔ وہ ان کے بچوں اور اون سے نفع حاصل کرے حتی کہ وہ اپنی کھیتی کی قیمت پوری کرے کیونکہ بکریوں کے ہر سال بچے پیدا ہوتے ہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا تو نے فیصلہ درست کیا ہے۔ فیصلہ یہی ٹھیک ہے جو تو نے کیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کو فیصلہ سمجھا دیا تھا۔(1)

امام ابن جریر اور عبد الرزاق رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ داؤد علیہ السلام نے کھیتی کے بدلے بکریاں نہیں دی تھیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے بکریوں کی اون اور دودھ کا کھیتی والوں کے حق میں فیصلہ کیا تھا اور ان پر ہی بکریوں کا چرانا لازم کیا۔ اور بکریوں والے کھیتی باڑی کریں گے حتی کہ کھیتی اسی دن کی طرح ہو جائے جس دن وہ بکریوں نے کھائی تھی۔ پھر وہ اپنی کھیتی لے لیں اور وہ اپنی بکریاں واپس لے لیں۔(2)

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رات کے وقت بکریوں کے چھوٹنے کے لیے النفش اور دن کے وقت چھوٹنے کے لیے الھمل استعمال ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں: ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ ایک قوم کی بکریاں رات کے وقت کھیت میں چھوٹ گئیں، فیصلہ حضرت داؤد علیہ السلام کی بارگاہ میں پیش کیا گیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا بکریاں کھیتی والے کی ہوں گی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اس طرح فیصلہ نہیں ہے بلکہ کھیتی والے کے لیے بکریوں کے بچے،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 63 2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 64

دودھ، اون، بال، دودھ وغیرہ ہوں گے حتی کہ آئندہ سال کھیتی اس دن کی طرح ہو جائے جس دن چرائی گئی تھی۔ پس اس وقت بکریوں والے اپنی بکریاں لے لیں اور کھیتی والے اپنی کھیتی لے لیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ اور زہری رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک قوم کی کھیتی میں بکریاں رات کو چھوٹ گئیں تو حضرت داؤد علیہ السلام نے بکریاں لے لینے کا فیصلہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو فیصلہ سمجھا دیا۔ جب حضرت سلیمان کو حضرت داؤد کے فیصلہ کی خبر دی گئی تو حضرت سلیمان نے فرمایا: فیصلہ اس طرح نہیں ہے۔ لیکن تم بکریاں لے لو اور آئندہ سال تک جوان کی اولاد اور اون وغیرہ حاصل ہو اس سے نفع حاصل کرو۔(2)

امام ابن ابی شیبہ نے المصنف میں، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بنی اسرائیل میں ایک عابدہ عورت تھی، وہ تنہا رہتی تھی اور اس کی دو حسین و جمیل لونڈیاں تھیں۔ وہ عورت تنہا رہتی تھی اور مردوں سے میل جول کا ارادہ نہ رکھتی تھی۔ ایک لونڈی نے دوسری سے کہا ہم پر آزمائش کا زمانہ طویل ہو گیا ہے۔ یہ تو مردوں سے ملاپ کا ارادہ نہیں رکھتی اور ہم جب تک اس کے زیر فرماں رہیں گے۔ تکلیف میں رہیں گی۔ اگر ہم اس کو رسوا کریں اور اس کو رجم کر دیا جائے تو ہم مردوں سے نکاح کر لیں گی۔ وہ دونوں انڈے کا پانی لے کر آئیں وہ سجدہ میں تھی تو انہوں نے اس کی شرم گاہ سے کپڑا اٹھا کر وہ پانی پھینک دیا اور چلانے لگیں کہ اس عورت نے بدکاری کی ہے۔ اس زمانہ میں زانی کی حد رجم تھی۔ فیصلہ حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس لے جایا گیا، انڈے کا پانی اس عورت کے کپڑوں پر لگا ہوا تھا، حضرت داؤد علیہ السلام نے اسے رجم کرنے کا ارادہ کیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا تم آگ لے آؤ۔ اگر وہ مردوں کا پانی ہوا تو بکھر جائے گا اور اگر انڈے کا پانی ہوا تو جمع ہو جائے گا۔ پس آگ لائی گئی، اسے اس پانی پر رکھا گیا۔ تو وہ پانی جمع ہو گیا اس طرح رجم کی حد دور ہو گئی۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان کو گلے لگایا اور پیار فرمایا۔

پھر اس کے بعد کھیتی والوں اور بکریوں والوں کا فیصلہ آیا تو حضرت داؤد علیہ السلام نے بکریوں کا فیصلہ کھیتی والوں کے لیے کر دیا۔ پس وہ بکریاں لے کر نکلے اور ان کے چرواہے نکلے تو ان کے ساتھ کتے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا تمہارا کیسے فیصلہ ہوا؟ انہوں نے فیصلہ سے آگاہ کیا تو آپ نے فرمایا اگر فیصلہ میرے سپرد کیا جاتا تو میں اس فیصلہ کے علاوہ فیصلہ کرتا۔ حضرت داؤد کو بتایا گیا کہ حضرت سلیمان ایسا ایسا کہہ رہے ہیں، حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان کو بلایا اور پوچھا تم ان کے درمیان کیسے فیصلہ کرتے؟ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا: بکریاں میں اس سال کھیتی والوں کو دے دیتا، پس بکریوں کے بچے، دودھ، اون اور منافع ان کے ہوتے اور بکریوں والے اس سال اس زمین میں بیج ڈالتے (اور اس کی دیکھ بھال کرتے) جب کھیتی پہلے کی طرح تیار ہو جاتی تو کھیتی والے اپنی کھیتی لے لیتے اور بکریوں والے اپنی بکریاں لے لیتے۔(3)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے نَفَشَتْ کا معنی رعت (چر گئیں) روایت کیا ہے۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 65 2۔ ایضاً 3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 344 (31894)، دار التاج بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 65

امام الطستی رحمہ اللہ نے اپنے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے نَفَشَتْ کا معنی پوچھا تو آپ نے فرمایا النفش کا معنی رات کے وقت چرنا ہے۔اس نے کہا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کیا تو نے لبید کا قول نہیں سنا:

بَدَّلْنَ بَعْدَ النَّفْشِ الْوَجِيفَا وَبَعْدَ طُولِ الْحُزْنِ الصَّرِيفَا

اس شعر میں النفش اس معنی میں استعمال ہوا ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن ابی شیبہ، احمد، سعد بن منصور، عبد بن حمید، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت حرام بن محیصہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ براء بن عازب کی اونٹنی ایک باغ میں داخل ہوگئی اور اسے خراب کر دیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے یہ فیصلہ فرمایا کہ دن کے وقت باغ کی حفاظت باغ کے مالکوں پر ہے اور رات کے وقت جو مویشی فصل خراب کر جائیں۔اس کی ضمانت مویشیوں کے مالکوں پر ہوگی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت براء بن عازب کی اونٹنی کسی قوم کے باغ میں رات کے وقت داخل ہوگئی اور اسے اجاڑ دیا۔وہ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دن کے وقت باغ والوں پر باغ کی حفاظت کی ذمہ داری ہے اور رات کے وقت مویشیوں کی حفاظت کرنا مویشیوں کے مالکوں پر ہے۔پھر یہ آیت تلاوت فرمائی وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ پھر فرمایا یہ بکریاں رات کو کھیت میں داخل ہوئی تھیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فَاَفْهَمْنَاسُلَيْمٰنَ پڑھا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: فیصلہ وہ تھا جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے کیا تھا جب کہ داؤد علیہ السلام کو بھی ان کے فیصلے میں معیوب نہیں کیا۔(2)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دوزخیوں میں سب سے آسان عذاب والا وہ ہے جس کے پاؤں کے نیچے انگارے ہیں جن کی وجہ سے اس کا دماغ کھول رہا ہے۔حضرت ابوبکر الصدیق نے پوچھا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جرم کیا ہے؟ فرمایا جس کے جانور ہوں، وہ کسی کی کھیتی میں چھوڑ دے اور اسے نقصان پہنچائے۔اللہ تعالیٰ نے (دوسروں کی) کھیتی اور اس کے اردگرد چالیس سہم کا علاقہ حرام قرار دیا ہے۔پس احتیاط کرو...... اس سے کہ انسان دنیا میں جو کچھ ہے، اس سے محبت کرے اور آخرت میں اپنے آپ کو ہلاک کرے۔(3)

امام احمد، بخاری، مسلم اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو عورتیں تھیں، ہر ایک کے پاس اپنا اپنا بچہ تھا، بھیڑیا آیا تو اس نے ایک بچہ اٹھا لیا۔وہ دونوں فیصلہ حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس لے گئیں۔حضرت داؤد علیہ السلام نے موجود بچے کا فیصلہ بڑی عورت کے حق میں کر دیا۔وہ دونوں

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 66 2۔ایضاً، جلد 17، صفحہ 66

3۔مصنف عبدالرزاق، باب حرمة الزرع، جلد 9، صفحہ 413، دار الکتب العلمیہ بیروت

فیصلہ سن کر باہر آئیں تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے انہیں بلالیا اور فرمایا چھری لے آؤ، میں اس بچے کو ان دونوں کے مابین نصف نصف کر دیتا ہوں۔ چھوٹی عورت نے کہا اللہ تجھ پر رحم فرمائے، یہ اس کا بیٹا ہے، اسے نصف نصف نہ کرو۔ (تو یہ جملہ سن کر) حضرت سلیمان نے فیصلہ چھوٹی عورت کے حق میں کر دیا۔(1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بنی اسرائیل کی ایک حسین و جمیل عورت تھی، اس سے بنی اسرائیل کے چار رؤساء نے خواہش پوری کرنے کا ارادہ کیا۔ اس نے ہر ایک سے انکار کر دیا۔ ان چاروں نے اس کے خلاف گواہی دینے پر اتفاق کر لیا، انہوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس اس کے خلاف گواہی دی کہ اس نے اپنے کتے سے برائی کی ہے اور یہ ہمیشہ ایسا کرتی ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کو رجم کرنے کا حکم دیا۔ جب اسی دن ظہر کے بعد کا وقت ہوا تو حضرت سلیمان تشریف فرما تھے۔ آپ کے پاس آپ کے ہم عمر بچے جمع تھے۔ آپ بطور حاکم بیٹھے اور ان میں سے چار بچے مردوں کے لباس میں آئے اور ایک عورت کے لباس میں آیا۔ ان چار مردوں نے اس عورت کے خلاف گواہی دی کہ اس نے کتے کو اپنے اوپر قدرت دی ہے۔ حضرت سلیمان نے فرمایا ان گواہوں کو علیحدہ علیحدہ کر دو۔ آپ نے پہلے گواہ سے پوچھا: اس کتے کا رنگ کیا تھا؟ اس نے کہا سیاہ، اسے آپ نے علیحدہ بٹھا دیا پھر دوسرے گواہ کو بلایا، اس سے کتے کا رنگ پوچھا اس نے کہا سرخ تھا۔ پھر تیسرے کو بلایا، اس نے کہا، سیاہ تھا۔ پھر چوتھے کو بلایا تو اس نے کہا کتے کا رنگ سفید تھا، آپ نے ان تمام گواہوں کو قتل کرنے کا حکم سنایا، یہ فیصلہ حضرت داؤد علیہ السلام کے سامنے بیان کیا گیا تو آپ نے فوراً ان چاروں کو بلایا اور ان سے علیحدہ علیحدہ کتے کا رنگ پوچھا تو انہوں نے علیحدہ علیحدہ رنگ بیان کیے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے انہیں قتل کرنے کا حکم دیا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا اے میرے بیٹے! ظالم بادشاہ کے غضب سے بچ کیونکہ اس کا غضب ملک الموت کے غضب کی طرح ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت ابن ابی نجیح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: ہمیں وہ عطا کیا گیا ہے جو لوگوں کو عطا کیا گیا ہے نیز ہمیں وہ بھی عطا کیا گیا ہے جو لوگوں کو عطا نہیں کیا گیا، ہم نے وہ بھی جان لیا جو لوگوں نے جان لیا اور وہ بھی جان لیا جو لوگوں نے نہیں جانا اور تین کلمات سے افضل کسی چیز کو نہیں پایا: غصے میں حلم، فقر اور غنا میں میانہ روی اور رضا میں رہنا، ظاہراً اور سراً اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور احمد رحمہما اللہ نے حضرت خیثمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: ہم نے زندگی کی خوشحالی اور شدت کا تجربہ کیا، ہم نے پایا کہ زندگی میں کم (مال) ہی کافی ہے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ اور احمد رحمہما اللہ نے حضرت یحییٰ بن کثیر رحمہ اللہ سے روایت فرمایا ہے فرماتے ہیں: حضرت سلیمان علیہ

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب الاقضیۃ، جلد 12، صفحہ 17 (20)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ کتاب الزہد، صفحہ 51، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 70 (34266)، دار التاج بیروت

السلام نے اپنے بیٹے سے کہا: اے بیٹا! اپنے گھر والوں پر زیادہ غیرت نہ کیا کرو ورنہ تو اس پر اپنی وجہ سے برا الزام لگائے گا اگر چہ وہ بری ہوگی۔ بیٹا! خاموش رہنا حیا میں سے ہے اور اسی سے وقار ہے، اے بیٹا! اگر تو چاہتا ہے کہ تو اپنے دشمن کو غصہ دلائے تو اپنے بیٹے سے ڈنڈا کبھی نہ اٹھا۔ اے بیٹا! جس طرح کیل دو پتھروں کے درمیان داخل ہو جاتا ہے۔ اور جس طرح سانپ دو بلوں کے درمیان داخل ہو جاتا ہے اسی طرح خطا دو بیعوں کے درمیان داخل ہو جاتی ہے۔(1)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا شیر کے پیچھے چل اور عورت کے پیچھے نہ چل۔(2)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا بیٹا! ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہونا بری زندگی ہے اور اپنے بیٹے سے مزید کہا: تجھ پر خشیت الٰہی کا اپنے اوپر طاری رکھنا لازم ہے کیونکہ یہ ہر چیز پر غالب ہے۔(3)

امام احمد رحمہ اللہ نے بکر بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے بیٹے سلیمان علیہ السلام سے کہا کون سی چیز زیادہ ٹھنڈی ہے، کون سی چیز زیادہ میٹھی ہے، کون سی چیز زیادہ قریب ہے، کون سی چیز زیادہ دور ہے؟ فرمایا سب سے میٹھی چیز بندوں کے نزدیک اللہ کی رحمت ہے اس کے بندوں میں اور سب سے ٹھنڈی چیز اللہ کا اپنے بندوں کو معاف کرنا اور بندوں کا ایک دوسرے کو معاف کرنا اور سب سے مانوس چیز جسم میں روح کا ہونا ہے اور سب سے وحشی چیز جسم سے روح کا نکلنا ہے اور سب سے کم یقین ہے اور سب سے زیادہ چیز شک اور سب سے قریب دنیا سے آخرت ہے اور سب سے بعید آخرت سے دنیا ہے۔(4)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا: کسی کام کا قطعی فیصلہ نہ کرحتی کہ کسی راہنما سے مشورہ کر لے۔ جب تو مشورہ کرے تو پھر اس کام پر کبھی پریشان نہ ہو، اور فرمایا بیٹا! غربت و مسکنت کے ساتھ گناہ بہت برا ہے اور بری ترین گمراہی ہدایت کے بعد ہے اور اس سے بھی برا وہ شخص ہے جو پہلے عبادت گزار ہو پھر عبادت ترک کردے۔(5)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: تعجب ہے تاجر کے لیے وہ کیسے خلاصی پائے گا کہ دن کے وقت قسمیں اٹھاتا ہے اور رات کو سویا رہتا ہے۔(6)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن کثیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سلیمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا بیٹا! چغل خوری سے بچ، یہ تلوار کی دھار کی مانند ہے۔(7)

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت حماد بن سلمہ رحمہ اللہ کے طرق سے حضرت حمید طویل رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایاس بن معاویہ کو جب قاضی بننے کے لیے کہا گیا حضرت الحسن ان کے پاس آئے تو انہیں

1۔ کتاب الزہد، صفحہ 52، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً 6۔ ایضاً 7۔ ایضاً صفحہ 115

پریشان دیکھا پھر ایاس رونے لگے حضرت الحسن نے پوچھا کیوں رو رہے ہو؟ ایاس نے کہا اے ابوسعید! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ قاضی تین قسم کے ہوتے ہیں: ایک وہ شخص جو فیصلہ کی صحت کے لیے کوشش کرتا ہے لیکن خطا کرتا ہے، وہ دوزخ میں ہے۔ دوسرا وہ شخص جسے خواہش نفس جھکا لیتی ہے، وہ بھی آگ میں ہے اور تیسرا جو فیصلہ کی صحت تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے اور درست فیصلہ کر لیتا ہے، وہ جنت میں ہے، الحسن نے کہا اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کا جو واقعہ قرآن میں بیان فرمایا ہے وہ تمہاری اس بات کو رد کرتا ہے۔ پھر یہ تلاوت کی وَ دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ اِذْ یَحْكُمٰنِ فِی الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِیْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَ كُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِیْنَ ﴿۷۸﴾ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَیْمٰنَ ۚ وَ كُلًّا اٰتَیْنَا حُكْمًا وَّ عِلْمًا اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کی تعریف فرمائی اور داؤد علیہ السلام کی مذمت نہ فرمائی۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے حکام پر تین احکام لازم فرمائے: وہ اس کی آیات کے عوض تھوڑی قیمت نہ خریدیں، خواہش نفس کی پیروی نہ کریں، لوگوں سے نہ ڈریں۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ (ص:26) ''اے داؤد ہم نے آپ کو زمین میں خلیفہ بنایا''۔ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَ اخْشَوْنِ (المائدہ:44) تم لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو۔ وَ لَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا ''میری آیات کے عوض تھوڑی سی قیمت مت خریدو''۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: وَ سَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ یُسَبِّحْنَ وَ الطَّیْرَ فرماتے ہیں: جب حضرت داؤد علیہ السلام نماز پڑھتے تھے تو پرندے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ وَ عَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ ہم نے حضرت داؤد کو زرہ بنانے کا ہنر سکھا دیا، پہلے زرہیں سیدھی ہوتی تھیں سب سے پہلے جنہوں نے زرہ کو حلقوں اور کڑیوں والی بنایا وہ داؤد علیہ السلام ہی تھے۔(1)

سدی سے روایت کیا ہے لَبُوْسٍ سے مراد لوہے کی زرہیں ہیں، لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ تاکہ یہ زرہ تمہیں اسلحہ کی زد سے بچائے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم سے روایت کیا ہے: انہوں نے لِنُحْصِنَكُمْ یعنی نون کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام الفریابی رحمہ اللہ نے حضرت سلیمان بن حیان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: داؤد علیہ السلام کے ذکر الٰہی میں جب سستی آجاتی تو پہاڑ اور پرندے ذکر کرتے تاکہ آپ ان کا ذکر سن کر ذکر الٰہی کی طرف مشتاق ہو جائیں۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام کی عمر ہزار سال تھی اور حضرت داؤد علیہ السلام کی عمر ساٹھ سال تھی۔ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا یا رب! میری عمر میں سے چالیس سال اس کی عمر میں زیادتی کر دے۔ پس آدم علیہ السلام کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہزار سال مکمل فرمائے اور داؤد علیہ السلام کے لیے بھی سو سال مکمل فرمائے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ نے المصنف میں، ابن ابی الدنیا نے ذکر الموت میں اور حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے ابن عباس سے روایت کیا ہے: حضرت داؤد علیہ السلام کا وصال اچانک ہفتہ کے روز ہوا تو پرندے آپ پر سایہ کیے ہوئے ٹھہرے رہے۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 67-66 2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 17 (33917)، دار التاج بیروت

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 471 (3622)، دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی شیبہ اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے چھ لاکھ کرسیاں لگائی جاتی تھیں، پہلے انسانوں میں سے سر کردہ لوگ آتے۔ وہ آپ کے قریب والی کرسیوں پر بیٹھتے۔ پھر جنوں میں سے اشراف آتے، وہ انسانوں کے قریب بیٹھتے۔ پھر آپ پرندوں کو بلاتے تو وہ حاضرین مجلس پر سایہ کرتے۔ پھر آپ ہوا کو بلاتے، وہ تمام کو اٹھالیتی اور ایک صبح میں ایک ماہ کی مسافت طے کرتی۔(1)

امام حاکم نے محمد بن کعب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں خبر پہنچی ہے کہ سلیمان علیہ السلام کی چھاؤنی سو فرسخ لمبی تھی، پچیس فرسخ انسانوں کے لیے پچیس فرسخ جنوں کے لیے پچیس فرسخ وحشیوں کے لیے اور پچیس فرسخ پرندوں کے لیے تھی آپ کے ایک ہزار کمرے تھے جن کی لکڑی پر شیشے کا کام کیا گیا تھا۔ ان میں تین سو دن کے لیے اور سات سورات کے لیے تھے۔ آپ ہوا کو حکم دیتے تھے تو وہ آپ کو اٹھالیتی پھر ہوا کو اس تخت کو لے جانے کا حکم دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی تھی کہ میں تیری شاہی میں مزید یہ اضافہ کرتا ہوں کہ جو بھی کسی چیز کے متعلق بات کرے گا ہوا تجھے اس کے بارے آگاہ کر دے گی۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے عبداللہ بن عبید بن عمیر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت سلیمان علیہ السلام ہوا کو حکم فرماتے تھے تو وہ ایک عظیم ٹیلے کی طرف جمع ہوتی پھر آپ اپنے تخت کو ایک بلند جگہ رکھنے کا حکم فرماتے پھر آپ پروں والے گھوڑے کو منگواتے، وہ آپ کے تخت پر سوار ہو جاتا۔ اس کے بعد آپ ہوا کو حکم دیتے تو وہ آپ کے تخت کو آسمان کے نیچے ہر بلندی سے بلند رکھتی۔ آپ سر جھکائے رکھتے تھے اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور اس بات کا شکر ادا کرنے کے لیے کہ اللہ کی ملک میں جو کچھ ہے ان کے ماتحت ہے اور آپ ادھر، ادھر، دائیں، بائیں متوجہ نہیں ہوتے تھے اور ہوا آپ کو وہاں اتارتی تھی جہاں آپ اترنا چاہتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت سلیمان علیہ السلام کا لکڑی کا مرکب تھا۔ اس میں ہزار حصے تھے اور ہر حصے میں ہزار کمرے تھے۔ آپ کے ساتھ اس مرکب میں جن اور انسان سوار ہوتے تھے۔ ہر حصہ کے نیچے ہزار شیطان (جن) ہوتے تھے جو اس مرکب کو اٹھاتے تھے۔ جب وہ مرکب (سواری) بلند ہوتا تو نرم ہوا آتی، وہ اسے لے کر چلتی اور جن آپ کے ساتھ ساتھ چلتے، آپ نے اپنی قوم کو ہمیشہ لشکروں کی صورت میں رکھا یعنی آپ ہر وقت کسی جنگی مہم پر روانہ رہتے اور لوگوں کو بھی ساتھ رکھتے (واللہ اعلم)۔

ابن عساکر نے السدی سے روایت کیا ہے الرِّيْحَ عَاصِفَةً کا مطلب تیز ہوا ہے اور الْاَرْضِ سے مراد شام کی زمین ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت داؤد علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان کو وارث بنایا، ان کی نبوت اور ملک کا بھی وارث بنایا اور ان پر مزید سرفرازیاں یہ فرمائیں کہ ہواؤں اور جنوں کو ان کے لیے مسخر کر دیا تھا۔(3)

ابن ابی حاتم نے ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ آپ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ پڑھتے تھے یعنی سلیمان کے لیے ہم نے ہوا کو مسخر کر دیا۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 644 (4142)، دارالکتب العلمیہ بیروت	2۔ ایضاً، (4141)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 68، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: وَ مِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ یعنی جن آپ کی خاطر پانی میں غوطہ زنی کرتے تھے۔

امام طبرانی اور دیلمی نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے سامنے سانپ کے دم کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے سناؤ، تو اس طرح سنایا گیا بِسْمِ اللّٰهِ شجنية فرنية ملحة بحر قفقطا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ وہ معاہدہ ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے کیڑے مکوڑوں سے لیا تھا، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام حاکم نے الشعبی سے روایت کیا ہے کہ بنو اسحٰق نے موسیٰ علیہ السلام کی بعثت سے ملک سلیمان تک تاریخ لکھی تھی۔ (1)

وَ اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۸۳﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّ اٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَ مِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ ذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِدْرِيْسَ وَ ذَا الْكِفْلِ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَ اَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۶﴾

"اور یاد کرو ایوب کو جب پکارا انہوں نے اپنے رب کو کہ مجھے پہنچی ہے سخت تکلیف اور تو ارحم الراحمین ہے (میرے حال پر رحم فرما)۔ تو ہم نے قبول فرمالی اس کی فریاد اور ہم نے دور فرمادی جو تکلیف انہیں پہنچ رہی تھی اور ہم نے عطا کیے اسے اس کے گھر والے نیز اتنے اور ان کے ساتھ اپنی رحمت خاص سے اور یہ نصیحت ہے عبادت گزاروں کے لیے۔ اور یاد کرو اسماعیل و ادریس اور ذوالکفل (علیہم السلام) کو یہ سب صابروں کے گروہ سے تھے۔ اور ہم نے داخل فرمایا انہیں اپنی خاص رحمت میں یقیناً وہ نیک بندوں میں سے تھے"۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت سمرہ عن کعب کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایوب بن اموص اللہ تعالیٰ کے نبی صابر لمبے قد کے تھے۔ آپ کے بال گھنگھریالے تھے، آنکھیں کھلی تھیں اور انتہائی خوب صورت تخلیق الٰہی تھے۔ آپ کی پیشانی پر لکھا ہوا تھا المبتلی الصابر (آزمائش میں ڈالا گیا، صبر کرنے والا) آپ کی گردن چھوٹی تھی اور سینہ چوڑا تھا، پنڈلیاں اور بازوں موٹے تھے۔ آپ بیوہ عورتوں کو مال عطا فرماتے تھے اور اللہ کی رضا کے لیے انہیں لباس پہناتے تھے۔ (2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ایوب کا سلسلہ نسب یہ تھا: ایوب بن اموص بن رزاح بن عیص بن اسحٰق بن ابراہیم الخلیل۔ (3)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت الکلبی رحمہ اللہ سے یہ روایت کیا ہے: سب سے پہلے نبی جو مبعوث کیے گئے وہ ادریس

1۔ متدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 644 (4140)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 635 (4113) 3۔ ایضاً

علیہ السلام تھے، ان کے بعد نوح پھر ابراہیم پھر اسماعیل، پھر اسحٰق پھر یعقوب پھر یونس، پھر لوط، پھر ہود، پھر صالح، پھر شعیب، پھر موسیٰ، پھر ہارون، پھر الیاس، پھر الیسع، پھر یونس، پھر ایوب۔(1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ایوب علیہ السلام اپنے زمانہ میں سب سے بڑے زاہد و عابد تھے اور سب سے زیادہ مال دار تھے۔ آپ اس وقت تک سیر ہو کر نہیں کھاتے تھے جب تک کسی بھوکے کو سیر نہ کر لیتے تھے۔ آپ لباس نہ پہنتے تھے حتی کہ کسی برہنہ کو لباس پہنا لیتے تھے۔ ابلیس حضرت ایوب علیہ السلام کی طاقت وقوت سے عاجز آ گیا۔ تھا اس کا کوئی داؤ پیچ کارگر نہیں ہوتا تھا۔ آپ ایک معصوم بندے تھے۔(2)

امام احمد نے الزہد میں اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا: حضرت ایوب علیہ السلام کی شریعت کیا تھی؟ حضرت وہب نے فرمایا: توحید اور جھگڑا کرنے والوں کے درمیان صلح کرانا۔ اگر کسی کو کوئی حاجت ہوتی تو وہ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو جاتا پھر اپنی حاجت طلب کرتا(3)۔ پوچھا گیا آپ کا مال کیا تھا؟ فرمایا تین ہزار فدان (بیلوں کی جوڑیاں) اور ہر فدان کے ساتھ ایک غلام ہوتا تھا اور ہر غلام کے ساتھ ایک عورت ہوتی تھی اور ہر عورت کے ساتھ ایک گدھی اور چودہ ہزار بکریاں تھیں۔ آپ کوئی رات نہیں گزارتے تھے مگر آپ کے دروازے پر مہمان ضرور ہوتا تھا اور ہمیشہ کسی مسکین کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے تھے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الشعب میں حضرت سفیان الثوری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: ابلیس نے حضرت ایوب علیہ السلام سے ان کی مرض میں سوائے رونے کے کچھ نہ پایا۔(4)

امام ابن عساکر نے حضرت عقبہ بن عامر سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب سے فرمایا کیا تجھے معلوم ہے کہ تیرا جرم کیا ہے جس کی وجہ سے میں نے تجھے اس آزمائش میں ڈالا ہے؟ حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا نہیں یا رب! اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو فرعون کے پاس گیا تھا اور تو نے دو باتوں میں اس کے پاس مداہنت کی تھی۔(5)

امام ابن عساکر نے جویبر عن الضحاک عن ابن عباس کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کی آزمائش کا سبب یہ تھا کہ ان سے ایک مسکین نے ظلم پر مدد طلب کی تھی کہ ان سے یہ ظلم دور کریں لیکن آپ نے اس مسکین کی مدد نہیں کی تھی، آپ نے نہ نیکی کا حکم دیا اور نہ ظالم کو مسکین کے ظلم سے روکا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو آزمائش میں ڈال دیا۔(6)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت اللیث بن سعد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: وہ سبب جس کی وجہ سے ایوب علیہ السلام آزمائش میں ڈالے گئے یہ تھا کہ آپ کے شہر والے اپنے بادشاہ کے پاس گئے۔ وہ ایک جابر بادشاہ تھا۔ لوگوں نے اس کے ظلم وستم کا اس کے سامنے ذکر کیا اور اس سے خوب ترش لہجہ میں گفتگو کی لیکن حضرت ایوب علیہ السلام نے نرم لہجہ میں گفتگو کی کیونکہ آپ کو اس سے اپنی کھیتی کے ضائع ہونے کا اندیشہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو نے اپنی کھیتی کی غرض سے میرے بندوں

1۔ طبقات ابن سعد، باب ذکر تسمیۃ الانبیاء، جلد 1، صفحہ 55-54، دار صادر بیروت

2۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 10، صفحہ 59، دار الفکر بیروت 3۔ ایضاً

4۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 220 (10077)، دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ تاریخ ابن عساکر جلد 10، صفحہ 60، دار الفکر بیروت 6۔ ایضاً

میں سے ایک بندے کے سامنے تقیہ کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ پر مصیبت نازل کر دی۔(1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابوادریس الخولانی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: شام میں قحط پڑ گیا، فرعون نے حضرت ایوب کو خط لکھا کہ تم ہمارے پاس آ جاؤ، ہمارے پاس تمہارے لیے وسعت ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام اپنے گھوڑوں، جانوروں اور بیٹوں سمیت اس کے پاس چلے گئے، فرعون نے ان کے لیے زمین کا کچھ حصہ مقرر کر دیا۔ حضرت شعیب آئے اور فرعون سے کہا تو اس ذات سے نہیں ڈرتا جس کے ناراض ہونے سے آسمان اور زمین والے، پہاڑ اور دریا سب ناراض ہو جاتے ہیں؟ حضرت ایوب علیہ السلام خاموش رہے۔ جب فرعون اور شعیب آپ کے پاس سے چلے گئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ تو فرعون کے سامنے نہیں بولا تاکہ تیری زمین نہ چلی جائے، اب مصیبت کے لیے تیار ہو جا۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے عرض کی میرا دین؟ فرمایا میں اسے تیرے لیے محفوظ رکھوں گا۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا پھر مجھے کوئی پروا نہیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم، ابونعیم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت یزید بن میسرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو مال، اہل اور اولاد کے ختم کرنے کے ساتھ آزمائش میں ڈالا تو آپ کے پاس کچھ بھی باقی نہ رہا تھا، آپ نے اللہ تعالیٰ کا بہت عمدہ ذکر کیا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ پھر عرض کی یا رب! میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں کہ تو نے مجھ پر احسان فرمایا، تو نے مجھے مال اور اولاد کی نعمت سے نوازا جن کی محبت میرے دل کے ہر گوشہ میں داخل ہو گئی تھی، پھر یہ سب کچھ مجھ سے لے لیا اور میرے دل کو دنیا کی ہر فکر سے آزاد کر دیا۔ اب میرے اور تیرے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہوتی، جو میں نے تیری تعریف کی ہے میرا دشمن اس کی وجہ سے مجھ سے حسد کرے گا، پس ابلیس کو حضرت ایوب کی اس عجز و نیاز میں ڈوبی ہوئی گفتگو سے بہت تکلیف ہوئی۔(3)

ابن ابی شیبہ، احمد نے الزہد میں، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابونعیم نے الحلیۃ میں عبداللہ بن عبید بن عمیر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ایوب علیہ السلام کے دو بھائی تھے۔ ایک دن وہ آئے تو آپ کی بدبو کی وجہ سے آپ کے قریب نہ آ سکے۔ وہ دور کھڑے ہو گئے۔ ایک نے دوسرے سے کہا اگر اللہ تعالیٰ حضرت ایوب سے خیر جانتا تو انہیں اس مصیبت میں مبتلا نہ کرتا۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے ان کی اس بات کی وجہ سے سخت جزع کی، ایسی جزع آپ نے کبھی کسی اور وجہ سے نہیں کی تھی۔ عرض کی اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے کبھی کوئی رات سیر ہو کر نہیں گزاری جب کہ مجھے معلوم ہوتا کہ فلاں جگہ کوئی بھوکا موجود ہے تو تو میری تصدیق فرما۔ پس آسمان والوں نے حضرت ایوب کی بات کی تصدیق کی۔ وہ دونوں بھائی سن رہے تھے۔ پھر حضرت ایوب علیہ السلام سجدہ میں گر گئے اور عرض کی یا اللہ! تیری عزت کی قسم! میں سجدہ سے سر نہیں اٹھاؤں گا حتی کہ تو میری تکلیف کو دور کر دے۔ پس آپ نے سر نہ اٹھایا حتی کہ آپ سے اللہ تعالیٰ نے تکلیف دور فرما دی۔(4)

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 10، صفحہ 61، دارالفکر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 61-60
3۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 62
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 85، داراحیاء التراث العربی بیروت

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ایوب علیہ السلام کو پے در پے مصائب میں ڈال گیا۔ اہل اور مال لینے کی آزمائش کے بعد بدن کی آزمائش میں مبتلا کیا گیا۔ آپ مصیبت میں مبتلا رہے حتیٰ کہ آپ کو بنی اسرائیل کے ایک اروڑی (کوڑا کرکٹ کا ڈھیر) پر ڈال دیا گیا۔ پس حضرت ایوب علیہ السلام نے بھی اس مصیبت سے نجات کی دعا نہیں مانگی تھی ہمیشہ صبر میں رہتے تھے۔ حتیٰ کہ ایک دن آپ کے پاس سے دو شخص گزرے، ایک نے دوسرے سے کہا اگر اللہ تعالیٰ کو اس میں کوئی خیر نظر آتی تو اسے اس مصیبت میں مبتلا نہ کرتا۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے ان کی بات سن لی، آپ کو یہ بات بہت گراں گزری، عرض کی یارب! مجھے تکلیف نے چھولیا ہے پھر اپنے رب کی طرف بات کو لوٹایا وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ اور تو اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی، دنیا میں آپ کو اہل عطا فرمائے اوران کی مثل ان کے ساتھ آخرت میں عطا فرمائے گا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَّ اٰتَیْنٰهُ اَهْلَهٗ وَ مِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ایوب علیہ السلام سے کہا گیا اے ایوب! تیرے اہل تیری خاطر جنت میں ہیں۔ اگر تو چاہے تو ہم وہ تجھے عطا کر دیں اور اگر تو چاہے تو ہم انہیں جنت میں چھوڑے رکھیں اور تمہیں ان کے عوض ان کی مثل عطا کریں۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا نہیں بلکہ انہیں میرے لیے جنت میں چھوڑ دو، پس انہیں حضرت ایوب علیہ السلام کی خاطر جنت میں چھوڑ دیا گیا اور دنیا میں ان کی مثل آپ کو عطا کیے گئے۔

ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے نوف البکالی سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں انہیں جنت میں ذخیرہ کرتا ہوں اوران کی مثل دنیا میں عطا کرتا ہوں، مطرف نے بیان کیا تو نوف البکالی نے کہا: آج سے پہلے میں اس کی وجہ نہیں جانتا تھا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور طبرانی نے حضرت الضحاک سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ابن مسعود کو یہ خبر پہنچی کہ مروان نے اس آیت کے تحت کہا کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو اپنے اہل کے عوض دوسرے اہل دیئے گئے، حضرت ابن مسعود نے فرمایا: نہیں بلکہ آپ کو اپنے اہل عطا فرمائے گئے اوران کے ساتھ ان کی مثل عطا کیے گئے۔(2)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے وَّ اٰتَیْنٰهُ اَهْلَهٗ وَ مِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ آپ کے اہل فوت نہیں ہوئے تھے بلکہ آپ سے غائب کیے گئے تھے۔ پس آپ کو اپنے اہل عطا کیے گئے۔ وَ مِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ اور آخرت میں ان کی مثل ان کے ساتھ عطا کیے جائیں گے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اہل کو ہی زندہ کر دیا تھا اوران کی مثل اور زیادہ عطا فرمائے تھے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن اور قتادہ رحمہما اللہ سے بھی یہی روایت کیا ہے۔(4)

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 10، صفحہ 63، دار الفکر بیروت
2۔ مجمع الزوائد، کتاب التفسیر، جلد 7، صفحہ 167 (11174)، دار الفکر بیروت
3 تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 87
4۔ ایضاً

امام ابن جریر نے الحسن سے وَ مِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ ان کی نسل سے ان کی مثل عطا فرمائے۔(1)

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بیماری کی وجہ سے صرف آپ کی آنکھیں، دل اور زبان محفوظ تھی، کیڑے مکوڑے آپ کے جسم پر پھرتے تھے۔ آپ اروڑی پر سات سال اور کئی دن رہے۔(2)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت نوف البکالی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بنی اسرائیل کے چند لوگ حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو انہوں نے کہا: حضرت ایوب جس بیماری میں مبتلا ہیں اس کی وجہ ان کا کوئی بہت بڑا جرم ہی ہوسکتا ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے ان کی بات سن لی۔ اس وقت آپ نے کہا مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ اس سے پہلے کبھی آپ نے شفا کے لیے دعا نہیں کی تھی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایوب علیہ السلام سات سال اور کچھ ماہ کوڑے کرکٹ پر پڑے رہے۔ آپ نے کبھی اس تکلیف کے دور کرنے کی دعا نہیں فرمائی حالانکہ زمین پر حضرت ایوب سے مکرم کوئی مخلوق نہ تھی۔ علماء فرماتے ہیں کچھ لوگوں نے کہا: اگر اللہ تعالیٰ کو اس میں کوئی حاجت ہوتی تو اس کے ساتھ ایسا نہ کرتے۔ یہ جملہ سن کر آپ نے دعا فرمائی تھی۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ایوب علیہ السلام کو عورت کے پستان کی طرح بڑی بڑی پھنسیاں نکلتی تھی اور پھر پھٹ جاتی تھیں۔(4)

امام ابن جریر نے ابن عباس سے مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ کے تحت روایت فرمایا ہے: جب حضرت ایوب علیہ السلام کو تکلیف لاحق ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اس تکلیف سے چھٹکارے کی دعا فراموش کرادی۔ آپ کثرت سے ذکر الٰہی کرتے رہتے تھے اور مصیبت آپ کی رغبت اور حسن ایقان میں اضافہ کرتی تھی۔ جب ابتلاء کی مدت ختم ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی تکلیف دور کرنے کا ارادہ فرمایا تو دعا کا اذن ملا اور دعا کو آپ کے لیے آسان کیا گیا۔ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ فرماتے تھے میرے بندے ایوب کے لیے مناسب نہیں کہ مجھ سے دعا مانگے پھر میں اس کے لیے قبول نہ کروں۔ جب آپ نے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے اسے شرف قبولیت عطا فرمایا اور ہر چیز جو اللہ تعالیٰ نے لے لی تھی وہ دوگنا عطا فرمائی۔ آپ کے اہل بھی لوٹا دیئے اور ان کی مثل بھی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب کی تعریف فرمائی اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ (ص)(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت لیث رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجاہد نے قاسم نامی شخص کو عکرمہ کی طرف بھیجا تا کہ وہ ان سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَ اٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَ مِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ کا مطلب پوچھ کر آئے۔ عکرمہ نے فرمایا کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو کہا گیا کہ تیرے اہل تیرے لیے آخرت میں ہیں، اگر تو چاہے تو ہم وہ تجھے دنیا میں جلدی عطا فرمادیں، اگر تو چاہے تو وہ تیرے لیے آخرت میں ہی رہیں اور ہم تجھے ان کی مثل دنیا میں عطا کر دیں۔ فرمایا پس وہ آخر (جنت) میں ہی رہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 87
2۔ کتاب الزہد، صفحہ 54 دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 83
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 86

اور ان کی مثل انہیں دنیا میں عطا کیے گئے، وہ شخص مجاہد کے پاس آیا اور یہ مفہوم بتایا مجاہد نے فرمایا انہوں نے صحیح فرمایا ہے۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ سے رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ ذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ اور رَحْمَةً مِّنَّا وَ ذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ (ص) کے تحت فرمایا ہے کہ جو شخص کسی مصیبت میں مبتلا ہو تو وہ ایوب علیہ السلام کی مصیبت کو یاد کرے اور یہ کہے کہ انہیں اتنی تکلیف پہنچی جو مجھ سے یقیناً بہتر و افضل تھے اور انبیاء میں سے ایک نبی تھے۔ (2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: حضرت ایوب علیہ السلام سات سال اور کچھ ماہ بنی اسرائیل کے کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر رہے اور حشرات الارض آپ کے جسم پر پھرتے رہتے تھے۔ (3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ایوب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مال اور اولاد عطا فرمائی تھی اور انتہائی خوش حالی سے نوازا تھا۔ آپ کے پاس بکریاں، گائیں، بھیڑیں اور اونٹوں کی فراوانی تھی، اللہ کے دشمن ابلیس سے کہا گیا کیا تو ایوب علیہ السلام کو فتنہ میں مبتلا کرنے پر قادر ہے؟ ابلیس نے کہا یا رب! تو نے ایوب کو مال، اولاد بخشی ہے، وہ اس لیے تیرا شکر ادا کرتا ہے، تو مجھے اس کے مال اور اولاد پر تسلط عطا فرما تو دیکھ کہ وہ کیسے میری اطاعت کرتا ہے اور تیری نافرمانی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ایوب علیہ السلام کے مال اور اولاد پر تسلط عطا فرما دیا، وہ آپ کی بکریوں میں آیا اور انہیں آگ سے جلا دیا پھر وہ حضرت ایوب کے پاس چرواہے کی شکل میں آیا جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے، کہنے لگا ایوب! تو اپنے رب کی نماز ادا کر رہا ہے جب کہ اس نے تیری تمام بکریاں آگ سے جلا دی ہیں، میں ان کے قریب تھا۔ میں آپ کو بکریوں کے جل جانے کی خبر دینے آیا ہوں۔ حضرت ایوب نے فرمایا اے اللہ! تو نے (یہ مال) دیا تھا تو نے ہی لے لیا ہے، جب کوئی چیز باقی ہوگی تو میں تیری حسن آزمائش پر تیری تعریف کروں گا۔ اللہ تعالیٰ جس کے ضائع کرنے کا ارادہ فرماتا ہے اس پر، بچاؤ کی کسی کو قدرت نہیں ہوتی۔ پھر شیطان گائیوں کے پاس آیا، انہیں بھی آگ سے جلا دیا۔ پھر وہ ایوب علیہ السلام کے پاس آیا اور گائیوں کے جلنے کی خبر دی، حضرت ایوب علیہ السلام نے پہلے کی طرح اسے جواب دیا حتی کہ اس لعین نے آپ کا گھر آپ کے بچوں پر گرا دیا اور کہا اے ایوب! اللہ تعالیٰ نے تیری اولاد پر دیواریں گرانے والے کو بھیجا حتی کہ وہ سب ہلاک ہو چکے ہیں، حضرت ایوب علیہ السلام نے پہلے کی طرح جواب دیا۔ اور کہا اے میرے رب! تو نے یہ سب مجھ پر احسان فرمایا آج سے پہلے میں دن کے وقت مال کی محبت میں مشغول ہوتا اور رات کو اپنے بچوں پر شفقت کرتے ہوئے ان کی محبت میں مگن رہتا۔ آپ میرے کان، میری آنکھیں، میری رات اور میرا دن سب تیرے ذکر، حمد، تقدیس اور تہلیل کے لیے فارغ ہو گئے ہیں، اللہ کا دشمن ابلیس خائب و خاسر واپس پلٹا اور حضرت ایوب علیہ السلام سے جو چاہتا تھا وہ حاصل نہ کر سکا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے شیطان سے پوچھا تو نے میرے بندے ایوب کو کیا پایا؟ ابلیس نے کہا ایوب جانتا ہے کہ تو اسے اس کا مال اور اولاد واپس کر دے گا (اس وجہ سے وہ مطمئن ہے) لیکن تو مجھے اس کے جسم پر تسلط عطا فرما، اگر اس کو جسم میں تکلیف ہوگی تو وہ میری اطاعت کرے گا اور تیری نافرمانی کرے گا، اللہ تعالیٰ نے اسے آپ کے جسم پر تسلط عطا فرما دیا۔ شیطان آپ کے پاس آیا جسم پر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 86 2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 87 3۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 83

پھونک ماری تو وہ سر سے لے کر قدموں تک پھٹ گیا۔ آپ اس مصیبت میں مبتلا رہے حتی کہ آپ کو اٹھا کر بنی اسرائیل کے کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر پھینک دیا گیا۔ اب آپ کا نہ مال رہا، نہ اولاد، نہ دوست اور آپ کی بیوی رحمت کے سوا کوئی آپ کے پاس نہیں آتا تھا۔ وہ آپ کی تصدیق پر رہی۔ وہ آپ کے لیے کھانا لے کر آتی تھی، جب آپ اللہ کی حمد کرتے تو وہ بھی اللہ کی حمد کرتی۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے اس حالت میں بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر، حمد، ثنا کو نہ چھوڑا اور مصیبت پر صبر کرتے رہے۔ ابلیس نے صبر ایوب کو دیکھ کر زور سے چیخ ماری تا کہ اپنے تمام زمینی چیلوں کو جمع کرے۔ وہ سب جمع ہو گئے تو انہوں نے پوچھا حضرت! ہم حاضر ہیں۔ آپ پریشان کیوں ہیں، آپ کو کس چیز نے لاچار کر دیا ہے۔ شیطان نے کہا مجھے تو اس بندے نے عاجز کر دیا ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ مجھے اس کے مال اور اولاد پر تسلط عطا فرما، میں نے نہ اس کا مال چھوڑا اور نہ اولاد لیکن ہر صورت میں اس کے صبر اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء میں اضافہ ہوا۔ مجھے اس کے جسم پر تسلط دیا گیا۔ میں نے اس کا جسم پھوڑے پھوڑے کر دیا، اسے بنی اسرائیل کے کوڑے کرکٹ پر ڈالا گیا حتی کہ اس کی بیوی کے سوا کوئی اس کے پاس نہیں آتا تھا۔ میں تو اپنے رب کے سامنے رسوا ہو گیا ہوں، میں نے اب تم سے مدد طلب کی ہے تا کہ تم اس کے خلاف میری معاونت کرو۔ شیطان کے چیلوں نے کہا تیری وہ تدبیریں اور حیلہ سازیاں کہاں گئیں جن کے ساتھ تو پہلے لوگوں کو ہلاک کرتا تھا۔ شیطان نے کہا ایوب علیہ السلام میں میرا وہ ہر حربہ ناکام ہو گیا ہے۔ پس تم مجھے کوئی مشورہ دو۔ چیلوں نے کہا ہم تجھے مشورہ دیتے ہیں کہ تو نے آدم علیہ السلام کو جب جنت سے نکالا تھا تو کس کے ذریعے نکالا تھا؟ شیطان نے کہا اس کی بیوی کے ذریعے نکالا تھا۔ چیلوں نے کہا ایوب پر بھی بیوی کے ذریعے وار کرو۔ وہ اپنی بیوی کی بات نہیں ٹال سکے گا اور اس کی بیوی کے علاوہ تو کوئی اس کے قریب جاتا ہی نہیں۔ شیطان نے کہا تم نے ٹھیک کہا ہے۔ شیطان آپ کی بیوی کے پاس گیا۔ پوچھا تمہارا خاوند کہاں ہے؟ اے اللہ کی بندی! بیوی نے کہا یہ تو ہے جو اپنے پھوڑوں کو کھجلا رہا ہے اور کیڑے جسم پر گھوم رہے ہیں۔ شیطان نے ان کی یہ بات سنی تو اسے کچھ امید لگ گئی کہ یہ کلمات وہ بے صبری کی وجہ سے کہہ رہی ہے۔ اس لعین نے بیوی کے دل میں وسوسہ ڈالا اور اسے گزشتہ زندگی کی نعمتیں اور مال ومتاع کی یاد دلائی اور حضرت ایوب کے جمال وجوانی کا زمانہ یاد دلایا اور اب وہ جس کرب میں مبتلا تھے اس کا بھی ذکر کیا اور کہا کہ یہ مصیبت تو کبھی اب دور نہ ہوگی۔ حضرت حسن فرماتے ہیں: بیوی کو جب خوش حالی کا زمانہ یاد آیا تو اس کے چیخ نکل گئی۔ ابلیس جان گیا کہ اب اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا ہے۔ وہ ایک بکری کا بچہ لے کر آیا اور کہا کہ ایوب غیر اللہ کے نام پر یہ بکرا ذبح کر دیں تو اس مصیبت سے بچ جائیں گے۔ بیوی چیختی چلاتی ہوئی آئی اور کہا اے ایوب! کب تک اس عذاب میں مبتلا رہو گے؟ تمہارا مال کہاں ہے، تمہاری اولاد اور تمہارے دوست کہاں ہیں، وہ تمہارا حسن وجمال کہاں گیا؟ یہ بکری کا بچہ ذبح کرو اور آرام حاصل کرو۔ حضرت ایوب نے فرمایا اللہ کا دشمن (ابلیس) تیرے پاس پہنچ گیا ہے اور تجھ میں پھونک ماردی ہے تو مال، اولاد اور صحت پر کیوں رو رہی ہے؟ وہ مجھے کس نے عطا کیے تھے بیوی نے کہا اللہ تعالیٰ نے۔ پھر پوچھا اس نے ہمیں ان نعمتوں سے کتنا عرصہ لطف اندوز کیا۔ بیوی نے کہا اسی سال۔ اور اب کتنا عرصہ سے اس نے مجھے تکلیف میں مبتلا رکھا ہوا ہے۔ بیوی نے کہا: سات سال اور کچھ مہینے۔ پھر تو نے انصاف نہیں کیا۔ چاہیے تو یہ کہ ہم اسی سال اس

مصیبت پر صبر کریں جیسا کہ ہم اسی سال خوش حال رہے۔قسم بخدا اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دی تو میں تجھے سو کوڑے ماروں گا کیونکہ تو نے مجھے غیر اللہ کے نام پر بکرا ذبح کرنے کا مشورہ دیا ہے، جو کچھ تو کھانا، پینا لائی ہے وہ مجھ پر حرام ہے اور جو کچھ تو لے کر آئی ہے تیرے اس مشورہ کے بعد کوئی چیز چکھوں تو مجھ پر حرام ہے، تو مجھ سے جدا ہو جا، آئندہ میں تجھے یہاں نہ دیکھوں۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی بیوی کو دور کر دیا اور وہ چلی گی۔ شیطان نے کہا کہ یہ آٹھ سال سے مصیبت کو برداشت کر رہا ہے، اس لیے یہ غلبہ کا مستحق ہے، تو شیطان آپ کو چھوڑ کر چلا گیا۔ اس نے دیکھا کہ ایوب علیہ السلام نے اپنی بیوی کو بھی بھگا دیا ہے، جب کہ اس کے پاس نہ کھانا ہے، نہ پینا ہے اور نہ کوئی دوست ہے۔ آپ کے پاس سے دو آدمی گزرے، آپ اروڑی پر پڑے تھے۔ اللہ کی قسم! سطح زمین پر اللہ کی بارگاہ میں ایوب علیہ السلام سے زیادہ معزز کوئی نہ تھا۔ ان دو شخصوں میں سے ایک نے کہا اگر اللہ تعالیٰ اس میں کوئی خیر دیکھتا تو یہ اس مصیبت میں دوچار نہ ہوتا، حضرت ایوب علیہ السلام نے کبھی اس کلمہ سے زیادہ دل آزاری کرنے والا کلام نہ سنا تھا۔ آپ نے اس وقت دعا مانگی اے میرے اللہ! مجھے یہ پہنچی ہے سخت تکلیف اور تو ارحم الراحمین ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ (ص:42)''(حکم ہوا) اپنا پاؤں (زمین پر) مارو یہ نہانے کے لیے ٹھنڈا پانی ہے اور پینے کے لیے''۔ آپ نے زمین پر پاؤں مارا تو پانی کا چشمہ جاری ہو گیا، آپ نے اس سے غسل فرمایا تو آپ کے جسم پر بیماری کا کوئی نام ونشان نہ رہا، اللہ تعالیٰ نے آپ کی ہر تکلیف اور بیماری دور فرما دی اور آپ کا حسن وشباب پہلے سے کہیں زیادہ ظاہر ہو گیا۔ پھر آپ نے دوبارہ پاؤں مارا تو ایک دوسرا چشمہ رواں ہو گیا۔ آپ نے اس سے پانی پیا تو آپ کی باطنی بیماریاں دور ہو گئیں، آپ تمام مردوں سے زیادہ حسین وجمیل اور صحت مند ہو گئے۔ آپ نے ایک قیمتی جوڑا زیب تن فرمایا اور اپنے مال اور اہل کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں دوگنا کر دیا تھا حتی کہ یہ بھی ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ جس پانی سے آپ نے غسل کیا تھا اس کے چھینٹوں سے سینہ پر سونے کی مکڑیاں اڑنے لگیں۔ اور آپ ان پر ہاتھ مارنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی اے ایوب! میں نے تجھے غنی نہیں کر دیا! حضرت ایوب نے کہا کیوں نہیں لیکن یہ تیری برکت ہے اور تیری برکت سے کون سیر ہوتا ہے۔ آپ غسل کرنے کے بعد باہر تشریف لائے اور ایک بلند جگہ پر بیٹھ گئے۔ ادر آپ کی بیوی نے سوچا کہ اگر ایوب نے مجھے نکال دیا ہے تو میں اس کو کس کے سپرد کر سکتی ہوں، کیا میں اسے چھوڑ دوں کہ وہ بھوک کی وجہ سے اس دار فانی سے کوچ کر جائے گا اور ضائع ہو جائے گا اور اسے درندے کھا جائیں گے (نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوگا) میں ضرور اس کی طرف لوٹ کر جاؤں گی۔ آپ کی بیوی ''رحمت'' لوٹ کر آئی تو وہاں نہ کوئی اروڑی تھی اور نہ وہاں پہلے کا سا منظر تھا، ساری صورت حال بدل چکی تھی۔ جہاں کوڑے کرکٹ کا ڈھیر تھا وہاں وہ چکر لگانے لگی اور وہ ایوب کی تلاش میں رو رہی تھی۔ اور حضرت ایوب علیہ السلام اس کی تلاش کا منظر دیکھ رہے تھے۔ ایوب علیہ السلام چونکہ نیا لباس زیب تن کیے ہوئے تھے اس لیے بیوی ان کے پاس آنے اور ان سے پوچھنے میں جھجک محسوس کر رہی تھی۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے اسے خود بلایا اور پوچھا اے اللہ کی بندی! تو کس کی تلاش میں ہے؟ وہ رونے لگی اور کہا میں اس کی تلاش میں ہوں جو یہاں اروڑی پر مصیبت میں مبتلا پڑا تھا۔ اب مجھے معلوم نہیں ہو رہا کہ وہ ضائع ہو گیا یا اس کے ساتھ کیا حادثہ پیش آیا۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے پوچھا وہ تیرا

کیا لگتا تھا؟ بیوی نے روتے ہوئے کہا وہ میرا سر تاج تھا۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا اگر تو اسے دیکھے تو پہچان لے گی، بیوی نے کہا جس نے بھی اسے دیکھا ہوا تھا وہ اس سے مخفی نہیں ہوسکتا، وہ غور سے آپ کو دیکھنے لگی۔ آپ اسے اپنی پہچان کرا رہے تھے۔ بیوی نے کہا جب وہ صحیح تھا تو تیرے مشابہ تھا۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا میں ہی وہ ایوب ہوں جس کو ابلیس کے لیے بکرا ذبح کرنے کا مشورہ دیتی تھی۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور شیطان کی نافرمانی کی اور میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اس نے اپنی بندہ نوازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مجھ پر یہ کرم فرمایا جو تیرے سامنے ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی رحمت پر بھی رحم فرمایا کیونکہ انہوں نے تکلیف کے وقت ایوب علیہ السلام کے ساتھ صبر کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے حکم میں تخفیف فرما دی اور ایوب کو قسم پوری کرنے کی یہ تدبیر بتائی کہ چھوٹی چھوٹی لکڑیوں کا گٹھا لو اور اسے مارو۔ یہ سب کچھ اس کا آپ کے ساتھ صبر کرنے کی وجہ سے تھا۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو جو بیماری لگی تھی وہ جذام نہیں تھا بلکہ وہ اس سے بھی زیادہ سخت بیماری تھی۔ آپ کے جسم پر عورت کے پستان جیسی پھنسیاں نکلتی تھیں اور پھر پھٹ جاتی تھیں۔(2)

امام ابونعیم اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اگر حضرت ایوب کے جسم سے کوئی کیڑا گر جاتا تو آپ اسے اٹھا کر اپنی جگہ پر رکھ دیتے اور فرماتے اللہ تعالیٰ کے رزق میں سے کھا۔(3)

امام حاکم، بیہقی نے الشعب میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ کی بیوی نے کہا اللہ کی قسم! مجھ پر فاقہ اور تکلیف وہ کیفیت نازل ہوئی ہے کہ میں نے ایک روٹی کے بدلے اپنی مینڈھیاں فروخت کر دیں اور تجھے کھانا کھلایا، آپ مستجاب الدعوات شخص ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے اپنی شفا کے دعا فرما، حضرت ایوب نے فرمایا تجھ پر افسوس! ہم ستر سال اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں رہے اور ابھی سات سال آزمائش میں ہوئے ہیں۔(4)

امام ابن ابی الدنیا، عبداللہ بن احمد نے زوائد المسند میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت طلحہ بن مصرف رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابلیس نے کہا مجھے ایوب سے کبھی فرحت نہیں ملتی مگر جب میں نے ان کے رونے کی آواز سنی (تو میں بہت خوش ہوا) کیونکہ میں نے جان لیا کہ میں نے اسے تکلیف پہنچا دی ہے۔(5)

اسحق بن بشر اور ابن عساکر نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ سب سے پہلے چیچک کا مرض حضرت ایوب علیہ السلام کو لگا تھا۔(6)

امام ابن ابی الدنیا، ابویعلی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایوب علیہ السلام اٹھارہ سال بیمار رہے،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 85-83 2۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 10، صفحہ 65، دار الفکر بیروت 3۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 64

4۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب جلد 7، صفحہ 147 (9794)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ تاریخ ابن عساکر، باب ایوب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، جلد 10، صفحہ 66، دار الفکر بیروت 6۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 71

آپ کو اپنے، پرائے سب چھوڑ گئے لیکن دو شخص جو آپ کے خاص دوست تھے وہ صبح وشام آپ کے پاس آتے جاتے تھے۔ ایک دن ایک نے دوسرے سے کہا حضرت ایوب علیہ السلام نے کوئی ایسا جرم کیا ہے جو کبھی کسی نے نہیں کیا، دوسرے نے کہا وہ کیسے؟ اس نے کہا یہ اٹھارہ سال سے مصیبت میں گرفتار ہے، اللہ نے اس پر رحم نہیں فرمایا اور اس کی مصیبت کو دور نہیں کیا۔ وہ شخص حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس آیا تو اس سے صبر نہ ہو سکا۔ اس نے آپ کے سامنے اپنے ساتھی کی بات کا ذکر کیا، حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا میں نہیں جانتا جو تو کہہ رہا ہے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے، میں دو ایسے شخصوں کے پاس سے گزرتا تھا جو اللہ کا ذکر کرتے ہوئے ایک دوسرے سے جدا ہوتے تھے۔ میں اپنے گھر کی طرف لوٹتا تھا اور ان کے درمیان الفت پیدا کر دیتا تھا تاکہ ناجائز طریقہ کے لیے اللہ کا نام نہ استعمال کریں، آپ اپنی حاجت کے لیے نکلتے تھے۔ جب قضائے حاجت کر لیتے تو ان کی بیوی ان کے ہاتھ سے پکڑ لیتی تھی حتی کہ اپنی جگہ پہنچ جاتے، جب ایک دن آپ کی بیوی نے کچھ دیر لگا دی تو اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّ شَرَابٌ ﴿۴۲﴾ (ص) بیوی آپ کے پاس پہنچی تو آپ اس کی طرف متوجہ ہوئے، آپ کی مصیبت ختم ہو چکی تھی اور آپ پہلے سے بھی زیادہ حسین تھے۔ جب بیوی نے یہ منظر دیکھا تو کہا اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت دے، کیا تو نے اللہ کا نبی دیکھا جو مصیبت میں مبتلا تھا؟ اللہ کی قسم! جب وہ صحیح تھا تو تجھ سے زیادہ اس کے مشابہ میں نے کبھی کوئی شخص نہیں دیکھا۔ حضرت ایوب نے کہا میں ہی تو وہ ہوں، فرمایا: حضرت ایوب کے دو کھلیان تھے، ایک گندم کا اور ایک جو کا۔ اللہ تعالیٰ نے دو بادل بھیجے، ایک گندم کے کھلیان پر تھا، اس نے اس میں سونا انڈیلا حتی کہ وہ بہنے لگا اور دوسرے بادل نے جو کے کھلیان میں چاندی بہائی حتی کہ وہ بہنے لگا۔ (1)

امام ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت جویبر عن الضحاک عن ابن عباس کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ سے وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی بیوی واپس کر دی تھی اور اس کے شباب میں اضافہ کر دیا تھا حتی اس کے بطن سے چھبیس بچے پیدا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب کی طرف ایک فرشتہ بھیجا جس نے کہا اے ایوب! تیرا رب تجھے صبر کی وجہ سے سلام کہتا ہے، اپنے کھلیان کی طرف نکل، پس اللہ تعالیٰ نے اس کھلیان پر ایک سرخ بادل بھیجا۔ اس نے سونے کی مکڑیاں برسائیں اور وہ فرشتہ انہیں جمع کر رہا تھا۔ ایک مکڑی جاتی تو ایوب علیہ السلام اس کا پیچھا کرتے حتی کہ وہ اس کو اپنے کھلیان میں لوٹا دیتے۔ فرشتے نے کہا اے ایوب! کیا تو کھلیان میں موجود مکڑیوں سے سیر نہیں ہوتا حتی کہ تو باہر والی کا پیچھا کرتا ہے؟ حضرت ایوب نے کہا: یہ میرے رب کی برکت میں سے ایک برکت ہے، میں برکات الٰہیہ سے سیر نہیں ہوتا۔ (2)

امام احمد، بخاری اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت ایوب علیہ السلام برہنہ غسل فرما رہے تھے کہ آپ کے اوپر سونے کی مکڑیاں گرنے لگیں، حضرت

1۔ مستدرک حاکم، کتاب تواریخ المتقدمین، جلد 2، صفحہ 635 (4115)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تاریخ ابن عساکر باب ایوب النبی ﷺ، جلد 10، صفحہ 77، دار الفکر بیروت

ایوب علیہ السلام مٹھیاں بھر بھر کر کپڑے میں ڈالنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ندادی اے ایوب! کیا میں نے تجھے غنی نہیں کر دیا اس سے جو تو دیکھ رہا ہے؟ عرض کی تیری عزت کی قسم! کیوں نہیں۔لیکن تیری برکت سے کبھی مجھے استغناء نہیں ہوسکتا۔(1)

امام ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کو عافیت عطا فرمائی تو ان پر سونے کی مکڑیوں کی بارش برسائی، آپ انہیں ہاتھ سے پکڑ پکڑ کر کپڑے میں ڈالنے لگے، ارشاد ہوا: اے ایوب! کیا تو سیر نہیں ہوتا؟ عرض کی: تیرے فضل اور تیری رحمت سے کون سیر ہوتا ہے۔(2)

امام اسحق بن بشر اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت جویبر عن الضحاک عن ابن عباس کے طریق سے روایت کیا ہے کہ ایوب علیہ السلام عافیت ملنے کے بعد ستر سال روم کی زمین میں دین حنیف پر زندہ رہے اور اسی پر ان کا وصال ہوا۔ اس کے بعد لوگ بدل گئے اور دین ابراہیم کو تبدیل کر ڈالا جس طرح ان سے پہلے لوگوں نے دین کو بدل دیا تھا۔(3)

امام الحاکم رحمہ اللہ نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ایوب علیہ السلام ترانوے سال زندہ رہے اور انہوں نے اپنی موت کے وقت اپنے بیٹے حرمل کو وصیت فرمائی۔ آپ کے بعد اللہ تعالیٰ نے شبر بن ایوب کو نبی بنا کر مبعوث فرمایا اور ان کا نام ذوالکفل رکھا۔ آپ بھی تمام عمر شام میں مقیم رہے حتی کہ ان کا وصال ہوا تو ان کی عمر پچھتر سال تھی اور بشر بن ایوب نے اپنے بیٹے عمران کو وصیت کی پھر ان کے بعد اللہ تعالیٰ نے شعیب علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔(4)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابی عبد اللہ الجدلی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایوب علیہ السلام فرماتے تھے اے اللہ! میں تجھ سے ایسے پڑوسی سے پناہ مانگتا ہوں جس کی آنکھ مجھے دیکھے اور اس کا دل میری نگرانی کرے۔ اگر وہ کوئی نیکی دیکھے تو اسے چھپادے اور اگر کوئی برائی دیکھے تو اس کو افشا کرے۔(5)

امام احمد نے الزہد میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے الشعب میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قیامت کے روز تین افراد کو لایا جائے گا (۱) غنی (۲) مریض (۳) غلام۔ غنی کو کہا جائے گا تجھے میری عبادت سے کس چیز نے روکا؟ وہ کہے گا یارب! تو نے مجھے مال زیادہ پس میں سرکش بن گیا، حضرت سلیمان علیہ السلام کو اپنے ملک سمیت لایا جائے گا اور ارشاد ہوگا کیا تو ان سے زیادہ مشغول تھا، غنی عرض کرے گا نہیں بلکہ یہ زیادہ مشغول تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اسے تو اس بادشاہی نے بھی میری عبادت سے نہیں روکا۔

پھر مریض کو پیش کیا جائے گا، سوال ہوگا تجھے میری عبادت سے کس چیز نے روکا؟ مریض عرض کرے گا: میں اپنے جسم کی بیماری میں مشغول رہا، حضرت ایوب علیہ السلام کو اپنی تکلیف کے ساتھ لایا جائے گا۔ ارشاد ہوگا تو ان سے زیادہ تکلیف میں تھا؟

1۔صحیح بخاری، باب من اغتسل عریانا، جلد 1، صفحہ 61، دار المعرفۃ بیروت

2۔مستدرک حاکم، کتاب تواریخ المتقدمین، جلد 2، صفحہ 636 (4116)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔تاریخ ابن عساکر، باب ایوب النبی ﷺ، جلد 10، صفحہ 78، دار الفکر بیروت

4۔مستدرک حاکم، کتاب تواریخ المتقدمین، جلد 2، صفحہ 636 (4118)

5۔تاریخ ابن عساکر، باب ایوب النبی ﷺ، جلد 10، صفحہ 83

مریض عرض کرے گا نہیں بلکہ یہ زیادہ تکلیف میں تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اسے تو اس کی مرض نے میری عبادت سے نہیں روکا۔

پھر غلام کو پیش کیا جائے گا، اس سے پوچھا جائے گا تجھے میری عبادت سے کس چیز نے روکا؟ تو وہ عرض کرے گا یا رب! تو نے مجھ پر بہت سے مالک مسلط کر دیئے تھے جو میرے مالک تھے۔ یوسف علیہ السلام کو عبودیت میں پیش کیا جائے گا۔ ارشاد ہوگا تو زیادہ غلامی میں تھا یا یہ؟ بندہ عرض کرے گا یہ زیادہ عبودیت میں تھا۔ ارشاد ہوگا اسے تو غلامی نے میری عبادت سے نہیں روکا۔ واللہ اعلم۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ ذَا الْكِفْلِ کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ ایک صالح آدمی تھا، نبی نہیں تھا۔ اس نے اپنی قوم کے نبی کی کفالت کی تھی کہ وہ ان کی قوم کے امور کی کفایت کریں گے، ان کے لیے ان کی نگرانی کریں گے اور ان کے درمیان عدل سے فیصلہ کریں گے، پس اس نیک سیرت انسان نے اپنے نبی کی قوم میں یہ تمام امور بحسن وخوبی سرانجام دیئے تو انکا نام ذَا الْكِفْلِ رکھا گیا۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب حضرت الیسع علیہ السلام بوڑھے ہو گئے تو فرمایا اگر میں لوگوں پر کسی شخص کو خلیفہ بنا دوں، جو میری زندگی میں ان کے امور چلائے حتی کہ میں دیکھ لوں کہ وہ کیسے کام کرتا ہے۔ پس آپ نے لوگوں کو جمع کیا اور کہا میرے لیے جو تین چیزوں میں کفالت کرے گا میں اس کو خلیفہ بناؤں گا۔ دن کو روزہ رکھے رات کو قیام کرے اور غصہ نہ کرے۔ ایک ایسا شخص اٹھا جس کو آنکھیں حقیر سمجھتی تھیں۔ اس نے کہا حضرت میں ایسا کروں گا، آپ نے فرمایا تو دن میں روزہ رکھے گا اور رات کو قیام کرے گا اور غصہ نہیں کرے گا؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے اس دن اس شخص کو واپس کر دیا حضرت الیسع علیہ السلام نے دوسرے دن وہی اعلان فرمایا تو تمام لوگ خاموش رہے لیکن وہی شخص پھر کھڑا ہوا اور کہا میں آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا، حضرت الیسع علیہ السلام نے اسے خلیفہ بنا دیا۔ ابلیس نے اپنے چیلوں سے کہا: فلاں شخص کو لازم پکڑو، اس شخص نے تمام شیطانوں کو عاجز کر دیا، ابلیس نے کہا اب مجھے اور اسے تم چھوڑ دو (میں خود اس کا بندوبست کرتا ہوں) ابلیس اس کے پاس ایک بوڑھے فقیر کی شکل میں آیا جب کہ وہ قیلولہ کرنے کے لیے بستر پر جا چکا تھا۔ چونکہ وہ شخص دن اور رات میں کسی وقت نہیں سوتا تھا، سوائے اس قیلولہ کے وقت کے۔ ابلیس نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس شخص نے پوچھا کون ہے؟ اس نے کہا ایک بوڑھا مظلوم۔ وہ شخص اٹھ کھڑا ہوا اور دروازہ کھول دیا، بوڑھے نے بہت سی باتیں کیں میرا اور میری قوم کا جھگڑا ہے، انہوں نے مجھ پر ظلم کیا ہے۔ انہوں نے مجھ پر یہ زیادتی کی ہے، وہ اتنی باتیں کرتا رہا کہ آرام کا وقت ختم ہو گیا۔ اس خلیفہ نے کہا جب میں اپنے عدالت کے کمرے میں جاؤں تو تو آ جانا، میں تیرا تجھے حق دلاؤں گا، وہ بوڑھا چلا گیا، خلیفہ اپنی مجلس میں تشریف فرما تھے اور اس بوڑھے کا انتظار کر رہے تھے۔ وہ نظر نہ آیا تو خلیفہ صاحب خود اس کی تلاش میں نکلے۔ بوڑھا پھر بھی نظر نہ آیا۔ جب خلیفہ صاحب گھر تشریف لے گئے، آرام کرنے لگے تو اس نے پھر

1۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، جلد 7، صفحہ 202 (9999)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 89، دار احیاء التراث العربی بیروت

دروازہ کھٹکھٹایا، خلیفہ نے پوچھا کون؟ اس نے کہا بوڑھا مظلوم! خلیفہ نے پھر دروازہ کھول دیا۔ خلیفہ نے فرمایا میں نے تجھے کہا نہیں تھا کہ جب میں مسند عدل پر بیٹھوں تو تو آ جانا؟ بوڑھے نے کہا جس قوم سے میرا جھگڑا ہے وہ بڑی خبیث ہے، خلیفہ نے فرمایا جب میں اپنے کام پر جاؤں تو تو آ جانا۔ اس روز بھی قیلولہ کا وقت ختم ہو گیا۔ خلیفہ صاحب مسند عدالت پر بیٹھے تو اس بوڑھے کو دیکھتے رہے لیکن وہ نظر نہ آیا، آج خلیفہ کو نیند تنگ کر رہی تھی، شام کو جب مجلس عدل شروع ہوئی تو وہ بوڑھا نظر نہ آیا۔ خلیفہ پر نیند غالب آ رہی تھی۔ اس نے اپنے دربان کو کہا کہ کسی کو دروازہ کے قریب نہ آنے دینا تا کہ میں کچھ آرام کرلوں، مجھے نیند بہت سخت آئی ہوئی ہے۔ جب خلیفہ کے قیلولہ کا وقت تھا تو بوڑھا پھر آ گیا، محافظ نے اسے اجازت نہ دی، جب بوڑھا عاجز ہو گیا تو اس نے روشن دان دیکھا، اس نے دیوار پھلانگی اور روشن دان سے اندر داخل ہو کر دروازہ کھٹکھٹایا، خلیفہ بیدار ہوا تو اس نے محافظ کو آواز دی، اے فلاں! میں نے تجھے کہا نہیں تھا کہ کسی کو اندر نہ آنے دینا، محافظ نے کہا جناب! ادھر سے کوئی داخل نہیں ہوا، دیکھو وہ کہاں سے آیا ہے؟ خلیفہ نے دروازہ دیکھا تو وہ واقعی بند تھا۔ اس شخص نے کہا لوگ تمہارے دروازے پر جھگڑے لے آتے ہیں اور تم سوئے ہوئے ہو، خلیفہ نے اس شخص کو پہچان لیا اور کہا تو اللہ کا دشمن (ابلیس) ہے۔ بوڑھے نے کہا ہاں تو نے مجھے عاجز کر دیا ہے اور میں نے یہ سب کچھ اس لیے کیا تا کہ تجھے غصہ آئے لیکن اللہ تعالیٰ نے تجھے بچا لیا ہے۔ اس خلیفہ کو ذَاالْکِفْلِ کہا گیا کیونکہ اس نے جو ذمہ داری قبول کی تھی اس کو احسن طریقے سے نبھایا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بنی اسرائیل کا ایک قاضی تھا، اس پر موت کا وقت قریب آیا تو اس نے کہا کون میرے قائم مقام ہو گا بشرطیکہ وہ غصہ نہ کرے؟ ایک شخص نے کہا میں۔ اس کا نام ذَاالْکِفْلِ رکھا گیا۔ وہ ساری رات قیام کرتا تھا اور دن کو روزہ رکھتا تھا اور لوگوں کے درمیان فیصلے کرتا تھا۔ ایک اس کا وقت متعین تھا جس میں وہ قیلولہ کرتا تھا، اس کی نیند کے وقت شیطان اس کے پاس آیا، اس قاضی کے دربانوں نے اسے کہا تجھے کیا ہے؟ اس نے کہا میں ایک مسکین آدمی ہوں، ایک شخص پر میرا حق ہے لیکن وہ مجھ پر غالب آ گیا ہے۔ وہ مجھے اپنا حق نہیں دیتا ہے۔ دربانوں نے کہا تم ٹھہر جاؤ حتی کہ قاضی صاحب بیدار ہو جائے۔ اس نے کہا وہ سونے والے سے بلند مرتبہ ہے، اس نے جان بوجھ کر چیخنا چلانا شروع کر دیا حتی وہ اس قاضی پر ناراضگی کا اظہار کرنے لگا۔ قاضی نے اس کی باتیں سن لیں، پوچھا تجھے کیا ہے؟ اس نے کہا میں ایک مسکین شخص ہوں میرا ایک آدمی پر حق ہے، قاضی صاحب نے فرمایا: تم اس کے پاس جاؤ اپنا قرض مانگو، وہ تجھے دے دے گا۔ اس مسکین شخص نے کہا اس نے انکار کر دیا ہے۔ قاضی صاحب نے فرمایا اس کے پاس جاؤ تو سہی، وہ اس وقت چلا گیا اور دوسرے دن آیا، قاضی نے پوچھا کیا ہوا؟ اس نے کہا تم اس کے پاس جاؤ اور اس سے قرضے کا مطالبہ کرو، وہ اس وقت چلا گیا، اگلے دن آیا تو قاضی کے دربانوں نے اسے کہا چل دفعہ ہو جا، تو ہر روز اس وقت آتا ہے جب کہ قاضی صاحب کے آرام کا وقت ہوتا ہے، تو اسے آرام نہیں کرنے دیتا، اس نے پھر چیخنا چلانا شروع کر دیا۔ مجھ سے یہ سلوک اس لیے ہو رہا ہے کہ میں ایک مسکین آدمی ہوں، اگر میں امیر ہوتا تو میری بات سنی جاتی، قاضی نے پوچھا تجھے کیا ہوا؟

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 89-88

اس نے کہا میں اپنے مقروض کے پاس گیا تو اس نے مجھے تھپڑ مارے۔ قاضی نے کہا چل میں تیرے ساتھ چلتا ہوں قاضی اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ قاضی ساتھ آ رہا ہے تو اس نے اپنا ہاتھ چھڑایا اور بھاگ گیا۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا (نے ذم الغضب میں)، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک نبی نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم میں سے کون ہے جو میرے ساتھ دن کو روزہ رکھنے، رات کو قیام کرنے اور غصہ نہ کرنے کا ضامن ہوگا؟ جو ایسا کرے گا وہ میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا اور میرے بعد وہ میرے قائم مقام ہوگا۔ ایک نوجوان نے کہا میں، نبی نے پھر یہی سوال کیا تو اس نوجوان نے کہا میں، نبی نے تیسری مرتبہ پوچھا تو نوجوان نے کہا میں۔ جب اس نبی کا وصال ہو گیا تو وہ نوجوان اس کا جانشین بنا۔ ابلیس اس کے پاس آیا اور کہا فلاں شخص اس پر زیادتی کرتا ہے، اس خلیفہ نے اس کے ساتھ آدمی بھیجا، وہ گیا تو اس نے بتایا کہ اس کو تو کوئی زیادتی کرنے والا نظر نہیں آیا، ابلیس دوسرے دن پھر آیا۔ خلیفہ نے دوسرا آدمی اس کے ساتھ بھیجا، وہ بھی واپس آیا تو اس نے بتایا کہ اسے تو کوئی شخص نظر نہیں آیا، وہ ابلیس آیا تو وہ خلیفہ خود اس کے ساتھ چلا اور اس کا ہاتھ پکڑ لیا، پس ابلیس ہاتھ چھڑا کر کھسک گیا، اسی وجہ سے اس خلیفہ کا نام ذَاالْكِفْلِ رکھا گیا کیونکہ اس نے غصہ نہ کرنے کی ضمانت دی تھی۔ (1)

امام ابن سعید النقاش رحمہ اللہ نے کتاب القضاء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک نبی نے اپنی ساری امت جمع کی تھی پھر فرمایا میری امت کے درمیان کون میرے لیے فیصلہ کرنے کا ضامن ہوگا بشرطیکہ وہ غصہ نہ کرے، ایک نوجوان اٹھا، اس نے کہا میں اے اللہ کے رسول! اس نبی نے دوبارہ سوال کیا تو پھر اسی جوان نے کہا میں۔ پھر تیسری مرتبہ یہی سوال کیا تو نوجوان نے کہا میں۔ نبی علیہ السلام نے اس نوجوان کو اپنا خلیفہ بنا دیا، کچھ عرصہ بعد اس کے پاس شیطان آیا۔ وہ فیصلہ کرتا تھا پھر دوپہر کو قیلولہ کرتا تھا۔ شیطان اس کے آرام کے وقت دوپہر کو آیا اور اسے آواز دے کر جگا دیا، فلاں آدمی نے مجھ پر زیادتی کی ہے اور اس نے تیرے حکم نامہ کو بھی لوٹا دیا ہے اور اس نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی، اس نوجوان نے اس شخص کا ہاتھ پکڑا اور اس کے ساتھ چل پڑا، جب شیطان نے یہ صورت حال دیکھی تو ہاتھ کھینچ کر بھاگ گیا۔ پس اس نوجوان کا نام ذَاالْكِفْلِ رکھا گیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حجیرہ الاکبر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اسے یہ خبر پہنچی کہ بنی اسرائیل کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا جس اپنے ملک میں حد سے تجاوز کیا ہوا تھا۔ جب اس پر موت کا وقت قریب آ گیا تو اس کے پاس علاقہ کے رؤساء آئے اور کہا کہ ہم پر کسی بادشاہ کو خلیفہ بنا دو، تا کہ جھگڑوں کی صورت میں ہم اس کے پاس آئیں، اس نے تمام رؤسا کو جمع کیا اور کہا جو مجھے تین چیزوں کی ضمانت دے میں اسے اپنے ملک کا والی بنا دوں گا؟ ایک نوجوان کے علاوہ کوئی شخص نہ بولا، نوجوان نے کہا میں ان تین چیزوں کی ضمانت دیتا ہوں، بادشاہ نے کہا بیٹھ جا، پھر دوبارہ بادشاہ نے اعلان کرایا، پھر بھی اس نوجوان کے علاوہ کوئی نہ اٹھا۔ بادشاہ نے پھر کہا تو میرے لیے تین چیزوں کی ضمانت دے گا تو میں تجھے اپنے ملک کا والی بنا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 88

دوں گا، نوجوان نے کہا جی ہاں میں ایسا کروں گا، بادشاہ نے کہا تو رات کو قیام کرے گا اور سوئے گا نہیں۔ دن کو روزہ رکھے گا اور کبھی افطار نہیں کرے گا اور نہ تو جلدی کرے گا اور نہ تو غصہ کرے گا۔ نوجوان نے کہا ہاں میں ایسا کروں گا، بادشاہ نے کہا میں نے تجھے اپنے ملک کا والی بنایا۔ جب وہ نوجوان والی بنا تو اس نے رات کو قیام کیا، دن کو روزہ رکھا اور بغیر تعجیل اور غصہ کے فیصلے کیے۔ وہ صبح کو مجلس میں گیا تو شیطان انسان کی شکل میں آیا جب کہ اس کے آرام کا وقت تھا، فلاں شخص نے مجھ پر ظلم کیا ہے، اس سے میرا مال لوٹایا جائے، اس نوجوان نے اس کے ساتھ آدمی بھیجا، وہ اسے لے کر گھما تا رہا، ذوالکفل یہ سارا وقت انتظار کرتا رہا، حتی کہ اس کے سونے کا وقت گزر گیا۔ پھر شیطان لوگوں کے درمیان سے نکل گیا، پیغام رساں نے خلیفہ کو بتایا (کہ وہ بھاگ گیا ہے)۔ خلیفہ نے پھر شام کے وقت مجلس لگائی، تو شیطان نے کہا شاید آج رات یہ سویا رہا ہو اور آج دن کو روزہ بھی نہ رکھا ہو۔ جب شام کے وقت خلیفہ نے نماز پڑھی جو وہ پڑھتا تھا پھر شیطان اس کے قیلولہ کے وقت آیا، میرے ساتھی سے مجھے زیادتی کا بدلہ دلوایا جائے، خلیفہ نے پھر اس کے ساتھ آدمی کو بھیجا اور انتظار کرتا رہا، انہوں نے دیر لگا دی حتی کہ اس خلیفہ کا قیلولہ پھر فوت ہو گیا، پیغام رساں واپس آیا اور اس نے خبر دی کہ وہ بھاگ گیا ہے۔ شام کو خلیفہ نے پھر مجلس لگائی اور دن کے وقت آرام نہ کیا تھا، شیطان نے سوچا آج رات خلیفہ سویا رہے گا۔ پھر خلیفہ نے شام کو نماز شروع کر دی جو وہ پہلے پڑھا کرتا تھا۔ پھر شیطان آیا اور کہا میں اس کے ساتھ ایسا معاملہ کروں گا کہ خلیفہ کو غصہ آجائے گا۔ شیطان نے کہا مجھ پر میرے ساتھی نے زیادتی کی ہے، مجھے انصاف دلایا جائے گا، خلیفہ نے کہا میں نے تو تیرے ساتھ آدمی بھیجا نہیں تھا؟ اس نے کہا کیوں نہیں۔ لیکن میں نے اس اپنے مقروض کو نہ پایا۔ ذوالکفل (خلیفہ) نے اسے کہا، چلو میں خود تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ وہ اس کے ساتھ چکر لگاتا رہا۔ پھر کہا کیا تجھے معلوم ہے میں کون ہوں؟ خلیفہ نے کہا نہیں، اس نے کہا میں شیطان ہوں، تو نے اپنے ساتھی کو ایک امر کی ضمانت دی تھی تو میں چاہتا تھا کہ تو معاہدہ کو پورا نہ کر سکے لیکن اللہ تعالیٰ نے تجھے محفوظ رکھ لیا ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ذوالکفل نبی نہیں تھا لیکن وہ بنی اسرائیل میں ایک صالح شخص تھا، ہر روز سو رکعت نماز ادا فرماتا تھا، نبی فوت ہوا تو اس کے بعد ذوالکفل کفیل بنا۔ وہ ہر روز سو رکعت نماز ادا کرتا تھا۔ اس وجہ سے اس کا نام ذوالکفل رکھا گیا۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ترمذی (انہوں نے اس کو حسن کہا ہے) ابن المنذر، ابن حبان، طبرانی، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت سعید مولیٰ طلحہ عن ابن عمر کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ذوالکفل بنی اسرائیل کا ایک ایسا شخص تھا جو گناہوں سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔ اس کے پاس ایک عورت آئی تو اس نے اسے بدکاری کے لیے ساٹھ دینار دیئے پھر جب وہ عورت سے بدکاری کرنے کے لیے بیٹھا تو عورت پر کپکپی طاری ہو گئی اور رونے لگی۔ ذوالکفل نے کہا تو کیوں رو رہی ہے کیا میں نے تجھے مجبور کیا ہے؟ اس عورت نے کہا نہیں۔ لیکن یہ ایک ایسا (برا) عمل ہے جو میں نے کبھی نہیں کیا اور آج مجھے اس عمل پر ضرورت نے مجبور کر دیا ہے۔ ذوالکفل نے کہا تو ایسا کرتی ہے اور میں ایسا

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 391 (1882)، دار الکتب العلمیہ بیروت

نہیں کرتا، جا جو میں نے تجھے رقم دی ہے وہ بھی تیری (اس نے اس کے ساتھ برائی نہ کی اور اسے چھوڑ دیا)۔ ذوالکفل نے کہا اللہ کی قسم! میں اس کے بعد کبھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کروں گا، پس وہ شخص اس رات فوت ہو گیا اور صبح اس کے دروازے پر لکھا ہوا تھا اللہ تعالیٰ نے ذوالکفل کو بخش دیا۔(1)

امام ابن مردویہ نے حضرت نافع عن ابن عمر کے طریق سے حدیث روایت کی ہے: اس میں بھی ذَا الْكِفْلِ کا ذکر ہے۔

وَ ذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَ نَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَ كَذٰلِكَ نُـْۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾

''اور یاد کرو ذوالنون کو جب وہ چل دیا غضب ناک ہو کر اور یہ خیال کیا کہ ہم اس پر کوئی گرفت نہیں کریں گے پھر اس نے پکارا (تہہ در تہہ) اندھیروں میں کہ کوئی معبود نہیں سوا تیرے، پاک ہے تو، بے شک میں ہی قصورواروں سے ہوں۔ پس ہم نے ان کی پکار کو قبول فرمالیا اور نجات بخشی دی انہیں غم (واندوہ) سے اور یونہی ہم نجات دیا کرتے ہیں مومنوں کو''۔

امام ابن جریر اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت ذوالنون اپنی قوم پر ناراض ہوئے تھے فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ پس اس نے یہ خیال کیا کہ ہم انہیں سزا دینے پر قادر نہیں ہیں اور جو انہوں نے اپنی قوم پر ناراضگی کا اظہار کیا اور وہاں سے بھاگ گئے ہیں۔ اس کی وجہ سے مصیبت سے دوچار کرنے پر ہم قدرت نہیں رکھتے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں: حضرت ذوالنون کو عقوبت ملی تھی۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے وَ ذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ اپنی قوم سے ناراض ہوئے تھے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن قیس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: انبیائے کرام اکٹھے ہوتے تھے اور ان پر ایک ایسا ہوتا تھا جس کی طرف وحی کی جاتی تھی کہ فلاں کو فلاں کی طرف بھیجا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا اس نبی سے ناراض ہو کر گئے تھے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فرماتے ہیں: اس نے گمان کیا کہ اسے وہ عذاب نہیں پہنچے گا جو انہیں پہنچا تھا۔(4)

امام احمد نے الزہد میں، عبد بن حمید اور ابن المنذر نے حضرت الحسن سے روایت کیا ہے اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ

1۔ سنن ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، جلد 4، صفحہ 567 (2496)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 93-91، داراحیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 91 4۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 93

نَّقۡدِرَ عَلَیۡهِ وہ بھاگ گئے۔ پس ان کا خیال تھا کہ ہم اس پر قادر نہیں ہیں، حضرت ذوالنون علیہ السلام کا پہلے نیک عمل تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں نہیں چھوڑا، پس اسی عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول فرمایا اور ان کی دستگیری فرمائی۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: فَظَنَّ اَنۡ لَّنۡ نَّقۡدِرَ عَلَیۡهِ اس نے خیال کیا کہ ہم اس کی وجہ سے انہیں سزا نہیں دیں گے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان کا گمان تھا کہ ہم ان کے خلاف فیصلہ نہیں کریں گے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فَظَنَّ اَنۡ لَّنۡ نَّقۡدِرَ عَلَیۡهِ فرماتے ہیں ذوالنون نے گمان کیا کہ اللہ تعالیٰ اس کے خلاف سزا کا فیصلہ نہیں فرمائے گا اور نہ مصیبت کا اس غصہ کے سبب جو انہوں نے اپنی قوم پر کیا تھا اور پھر قوم کو چھوڑ کر جو بھاگے تھے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عبد اللہ بن حارث سے روایت کیا ہے کہ جب مچھلی نے یونس علیہ السلام کو نگل لیا تو اس نے انہیں سمندر کی تہ میں ڈال دیا۔ آپ نے زمین کی تسبیح سنی۔ پس حضرت یونس علیہ السلام نے وہاں سے اللہ تعالیٰ کو پکارا تھا۔

بیہقی نے الاسماء والصفات میں الحسن سے روایت کیا ہے: فَظَنَّ اَنۡ لَّنۡ نَّقۡدِرَ عَلَیۡهِ اس نے گمان کیا کہ ہم اسے سزا نہیں دیں گے فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ فرماتے ہیں الظُّلُمٰتِ سے مراد رات کی تاریکی، سمندر کی تاریکی اور مچھلی کے پیٹ کی تاریکی۔ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنۡتَ سُبۡحٰنَكَ ۖ اِنِّیۡ كُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ فرشتوں نے آپ کی آواز سنی اور کہا یہ اجنبی زمین میں معروف آواز آرہی ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ اور الکلبی رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے: فَظَنَّ اَنۡ لَّنۡ نَّقۡدِرَ عَلَیۡهِ دونوں مفسر فرماتے ہیں اس نے گمان کیا کہ ہم اس کے خلاف سزا کا فیصلہ نہیں کریں گے (1)۔ ابن جریر نے سعید بن جبیر کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ تو اس نے تاریکیوں میں پکارا، الظُّلُمٰتِ سے مراد، رات کی ظلمت، سمندر کی ظلمت اور مچھلی کے پیٹ کی تاریکی ہے۔ (2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب عمرو بن میمون اور قتادہ رحمہما اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ (3)

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

احمد نے الزہد میں اور ابن ابی الدنیا نے کتاب الفرج بعد الشدۃ میں، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ الظُّلُمٰتِ سے مراد رات کی ظلمت، سمندر کی ظلمت اور مچھلی کے پیٹ کی ظلمت ہے۔ (4)

امام ابن جریر نے سالم بن ابی الجعد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے مچھلی کی طرف وحی فرمائی کہ تو نے یونس علیہ السلام کے گوشت اور ہڈی کو تکلیف نہیں پہنچانی ہے، پھر اس مچھلی کو ایک دوسری مچھلی نے نگل لیا، حضرت یونس نے تاریکیوں میں پکارا، فرماتے ہیں: ظلمات سے مراد ایک مچھلی کی تاریکی پھر دوسری مچھلی کی تاریکی، پھر دریا کی تاریکی ہے۔ (5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 93 2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 95 3۔ ایضاً

4۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 415 (3445)، دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 95

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قرآن میں ہر جگہ تسبیح سے مراد نماز ہے سوائے اس تسبیح کے لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔

امام الزبیر بن بکار رحمہ اللہ نے الموفقیات میں حضرت کلبی، عن ابی صالح عن ابن عباس کے طریق سے روایت کیا ہے کہ معاویہ نے ایک دن ابن عباس سے کہا: گزشتہ رات قرآن کی امواج نے دو آیتوں کے بارے مجھے خوب تھپیڑے مارے۔ میں ان کی تاویل نہیں سمجھ سکا، اس لیے میں آپ کے پاس آیا ہوں۔ حضرت ابن عباس نے پوچھا وہ کون سی دو آیتیں ہیں؟ فرمایا وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ۔ اور دوسری یہ آیت حَتّٰۤى اِذَا اسْتَيْـَٔسَ الرُّسُلُ وَ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا (یوسف:110) حضرت معاویہ نے فرمایا: حضرت یونس علیہ السلام ایسا کس طرح گمان کر سکتے تھے۔ اور یہ کیسے ہو سکتے ہیں کہ انہوں نے گمان کیا کہ جو ان سے وعدہ کیا گیا تھا وہ درست نہیں تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یونس علیہ السلام نے یہ گمان کیا تھا کہ ان کی خطا اس حد تک نہیں پہنچی کہ اللہ تعالیٰ ان پر سزا کو مقدر فرمائے گا، انہیں کوئی شک نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ ارادہ فرمائے گا تو قادر ہوگا اور رہی دوسری آیت تو اس کا مطلب یہ ہے کہ رسل اپنی قوم کے ایمان سے مایوس ہو گئے اور انہوں نے گمان کیا کہ جنہوں نے ان کی نافرمانی کی ہے انہوں نے اعلانیہ رضا کا اظہار کیا اور اندر سے انہوں نے تکذیب کی ہے اور یہ اس پر مصیبت اور آزمائش کے لمبا ہونے کی وجہ سے ہوا، رسل اللہ تعالیٰ کی نصرت سے مایوس نہیں ہوئے اور نہ انہوں نے گمان کیا کہ جو ان سے وعدہ کیا گیا تھا وہ درست نہ تھا۔ معاویہ نے کہا اے ابن عباس! تو نے میری مشکل حل کر دی، اللہ تمہاری مشکلات حل فرمائے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کو دعوت دی (اور انہوں نے جھٹلایا) تو اللہ تعالیٰ نے یونس علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ صبح ان کی قوم پر عذاب آئے گا، آپ نے قوم کو عذاب سے آگاہ کر دیا، قوم کے افراد نے کہا یونس علیہ السلام نے کبھی جھوٹ نہیں بولا، صبح ہم پر عذاب آجائے گا۔ پس آؤ ہم اپنی ہر چیز میں سے کمزور چیزیں نکال لے جائیں اور ہم انہیں اپنے بچوں کے ساتھ ملا دیں، شاید اللہ تعالیٰ ان کمزور چیزوں اور بچوں پر رحم فرمائے، پس وہ عورتوں کو بچوں سمیت لے گئے، انہوں نے اونٹوں کو اپنے بچوں سمیت نکالا اور گائیوں کو بچھڑوں کے ساتھ نکالا اور بکریوں کو میمنوں کے ساتھ نکالا، انہوں نے ان تمام چیزوں کو اپنے آگے رکھا، عذاب آیا...... جب انہوں نے عذاب دیکھا تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑانے لگے اور دعا کرنے لگے۔ عورتیں اور بچے رو رہے تھے، اونٹ بلبلا رہے تھے۔ گائیں اور ان کے بچھڑے ڈکار رہے تھے، بکریاں اور ان کے میمنے میں میں کر رہے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم فرما دیا اور ان سے عذاب ٹال دیا، حضرت یونس علیہ السلام ناراض ہوئے اور کہا مجھے جھٹلایا جائے گا، پس وہ غصہ کے عالم میں سمندر کی طرف چلے گئے۔ قوم کی کشتی لنگر انداز تھی، آپ نے کہا مجھے بھی کشتی میں سوار کر لو، انہوں نے آپ کو سوار کر لیا تو آپ نے کرایہ نکالا لیکن انہوں نے کرایہ لینے سے انکار کر دیا، حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا پھر میں تم سے چلا جاؤں گا، انہوں نے آپ کی بات قبول کر لی، جب کشتی سمندر کے درمیان پہنچی تو سمندر کی موجوں نے انہیں گھیر لیا، یونس علیہ السلام نے کہا تم مجھے پھینک دو تو بچ جاؤ

گے۔ کشتی والوں نے کہا ہم تجھے پکڑے رہیں گے تو بچ جائیں گے۔ فرمایا تم میری قرعہ اندازی کرلو، انہوں نے تین مرتبہ قرعہ نکالا تو قرعہ آپ کے نام ہی پڑا۔ اللہ تعالیٰ نے مچھلی کی طرف پیغام بھیجا اس مچھلی کو سبز سمندر کا ستارہ کہا جاتا تھا، سمندر بدبخت رہیں گے حتی کہ یونس علیہ السلام کو نگل لے لیکن یونس تیرے لیے رزق نہیں ہے لیکن تیرا پیٹ اس کے لیے قید خانہ ہے۔ تو نے نہ تو ان کی جلد کو خراش دینی ہے اور نہ اس کی ہڈی توڑنی ہے۔ مچھلی اس کشتی کے قریب آئی۔ لوگوں نے تیسری مرتبہ قرعہ ڈالا تو قرعہ آپ کے نام نکلا، آپ پانی میں چلے گئے، مچھلی نے آپ کو نگل لیا۔ مچھلی سمندر کو چیرتی ہوئی سبز سمندر تک پہنچ گئی۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب مچھلی نے یونس علیہ السلام کو نگل لیا حتی کہ وہ انہیں ساتویں زمین پر لے گئی تو یونس علیہ السلام نے زمین کی تسبیح سنی۔ آپ کو اس کی تسبیح سے تسبیح کرنے کا شوق ملا۔ آپ نے کہا لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ پھر اس مچھلی نے آپ کو زمین پر ڈال دیا۔ آپ بالکل نومولود کی طرح تھے، نہ آپ پر بال تھے اور نہ ناخن تھے، آپ کے اوپر کدو کی بیل پیدا فرمادی۔ آپ اس کے نیچے سے حشرات الارض کھاتے تھے، آپ سوئے ہوئے تھے کہ اچانک آپ کے اوپر ایک پتہ خشک ہوکر گر پڑا تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکایت کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایک خشک پتے کے گرنے سے تم پریشان ہو رہے ہو اور لاکھ سے زائد افراد کے عذاب دیئے جانے پر تم پریشان نہ ہوئے۔

امام ابن ابی حاتم، ابن الدنیا (نے الفرج میں) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کیا ہے کہ یونس علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ سے کلمات طیبات سے دعا کرنے کا خیال آیا تو آپ نے مچھلی کے پیٹ میں ہی دعا فرمائی لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ آپ کی اس دعا نے عرش کو گھیر لیا۔ فرشتوں نے کہا یہ کمزور معروف آواز بلاد غریبہ سے آرہی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تم اسے نہیں جانتے؟ فرشتوں نے عرض کی یارب! یہ کون ہے؟ فرمایا یہ میرا بندہ یونس ہے۔ فرشتوں نے عرض کی: تیرا بندہ یونس جس کا مقبول عمل ہمیشہ بلند ہوتا ہے اور جس کی دعا مقبول ہوتی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں میرا وہی بندہ یونس ہے۔ فرشتوں نے عرض کی یارب! کیا تو اس پر رحم نہیں فرمائے گا اسی عمل کی وجہ سے جو وہ آسائش کے دور میں کرتا تھا تاکہ تو اسے مصیبت سے نجات عطا فرمائے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیوں نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو میدان میں ڈالنے کا حکم دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس پر کدو کی بیل پیدا فرمادی۔

امام ابن ابی شیبہ نے المصنف میں عبد بن حمید، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ کسی انسان کے لیے یہ کہنا جائز نہیں کہ میں یونس بن متی سے افضل ہوں۔ انہوں نے تاریکیوں میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کی تھی۔ (1)

امام احمد، ترمذی، نسائی، حکیم نے نوادر الاصول میں، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے)، ابن جریر، ابن ابی حاتم، البزار، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ذکر یونس بن متی، جلد 6، صفحہ 337 (31863)، دار التاج بیروت

فرمایا: حضرت ذوالنون کی دعا جو آپ نے مچھلی کے پیٹ میں مانگی تھی لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ تھی۔ جس مسلمان نے ان کلمات کے ساتھ دعا کی اللہ تعالیٰ اسکی دعا قبول فرمائے گا۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ کا وہ اسم جس کے ساتھ جب بھی دعا کی جائے قبول ہوتی ہے اور جب سوال کیا جائے عطا ہوتا ہے وہ یونس بن متی کی دعا ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ یہ حضرت یونس کے ساتھ خاص تھی یا تمام مسلمانوں کے لیے ہے؟ فرمایا یہ یونس علیہ السلام کے لیے خاص تھی اور مسلمانوں کے لیے بھی ہے جب وہ اس کے ساتھ دعا مانگیں، کیا تم نے یہ ارشاد نہیں سناؤ كَذٰلِكَ نُـْۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ یہ اللہ کی طرف سے شرط ہے اس کے لیے جو اس سے دعا مانگے۔(2)

ابن مردویہ اور دیلمی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ آیت انبیاء کے لیے پناہ گاہ ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ اس کے ساتھ یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ کی تاریکی میں دعا کی تھی۔(3)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت الحسن سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم جس کے ساتھ جب دعا کی جائے تو قبول ہوتی ہے اور جب سوال کیا جائے تو عطا ہوتا ہے وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم پر آگاہ نہ کروں؟ وہ یونس علیہ السلام کی دعا ہے: لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ جو مسلمان اپنی حالت مرض میں چالیس مرتبہ اسکے ساتھ دعا مانگے گا پھر اس مرض میں فوت ہو جائے گا تو اسے شہید کا اجر دیا جائے گا، اگر ٹھیک ہو جائے گا تو بھی اس کی مغفرت ہو چکی ہوگی۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے کہا میں یونس بن متی سے بہتر ہوں اس نے جھوٹ بولا۔(4)

امام الحاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک گھاٹی سے گزرے، پوچھا یہ کون سی گھاٹی ہے؟ عرض کی یہ فلاں گھاٹی ہے۔ فرمایا گویا میں یونس بن متی کو اونٹنی پر سوار دیکھ رہا ہوں جس کی مہار کھجور کے پتوں کی ہے اور آپ نے اون کا جبہ پہنا ہوا ہے اور آپ کہہ رہے ہیں لبیک لبیک۔(5)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ابوداؤد اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی کے لیے یہ کہنا جائز نہیں کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں، ان سے غلطی ہوئی پھر ان کے رب نے انہیں چن لیا۔

1۔ سنن ترمذی، کتاب الدعوات، جلد 5، صفحہ 495 (3505)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 97
3۔ الفردوس للدیلمی، جلد 4، صفحہ 331 (6959)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ مستدرک حاکم، تواریخ المتقدمین، جلد 2، صفحہ 638 (4122)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ ایضاً، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 373 (3313)

56B

امام عبد بن حمید، بخاری، نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔

امام بخاری، مسلم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی کے لیے یہ مناسب نہیں کہ کوئی یہ کہے میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔(1) واللہ اعلم۔

وَ زَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿٨٩﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۡ وَ وَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَ اَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَ يَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا ؕ وَ كَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴿٩٠﴾

''اور یاد کرو ذکریا کو جب انہوں نے پکارا اپنے رب کو کہ اے میرے پروردگار! مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب وارثوں سے بہتر ہے۔ تو ہم نے اس کی دعا کو قبول فرمالیا اور اسے یحییٰ (جیسا فرزند) عطا فرمایا اور ہم نے تندرست کر دیا ان کی خاطر ان کی اہلیہ کو بے شک وہ بہت سبک رو تھے نیکیاں کرنے میں اور پکارا کرتے تھے ہمیں بڑی امید اور خوف سے اور ہمارے سامنے بڑا عجز و نیاز کیا کرتے تھے''۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی کی زبان میں طول تھا تو اللہ تعالیٰ نے اسے درست فرما دیا۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، خابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن عساکر اور الخرائطی رحمہم اللہ نے مساوی الاخلاق میں حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی کے اخلاق اچھے نہ تھے اور اس کی زبان دراز تھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کی اصلاح فرما دی۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر نے حضرت محمد بن کعب سے روایت کیا ہے کہ آپ کی بیوی خوش خلق نہ تھی۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی بچے جنم نہیں دیتی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو ٹھیک کر دیا۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہی قول نقل کیا ہے۔(4)

ابن جریر نے ابن عباس سے وَ اَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ کے تحت روایت کیا ہے کہ ہم نے اسے اسی بیوی سے بچہ عطا فرمایا۔(5)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت زکریا علیہ

1۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 3، صفحہ 1255 (3234)، دار ابن کثیر دمشق
2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 415 (3446)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 98، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ ایضاً (عن سعید)
5۔ ایضاً

السلام کی بیوی بانجھ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے درست فرما کر بچے پیدا کرنے والی بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسی بیوی سے یحییٰ علیہ السلام عطا فرمائے۔ خٰشِعِیْنَ کا مطلب عجز و نیاز کرنے والے ہے۔(1)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے یَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا کے تحت حضرت ابن جریر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس کا مطلب طَمَعًا وَّ خَوْفًا یعنی بیم ورجا کی کیفیت میں ہمیں پکارا کرتے ہیں، طمع اور خوف میں سے ہر ایک کا دوسرے سے جدا ہونا مناسب نہیں۔(2)

امام ابن المبارک رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے اس جملہ کے تحت روایت فرمایا ہے: اس سے مراد دل میں دائمی خوف ہے یعنی وہ ہمیں ہمیشہ خوف کی حالت میں پکارتے ہیں۔

امام عبد بن حمید نے الحسن سے روایت کیا ہے کہ ان کا خوف اللہ کی بارگاہ میں ہمیشہ ہوتا ہے، ان کا خوف ان کے دلوں سے جدا نہیں ہوتا۔ اگر ان پر کوئی رغبت نازل ہوتی ہے تو انہیں اندیشہ ہوتا ہے کہ ہو سکتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے استدراج ہو، اور اگر کوئی رہبت (خوف) نازل ہوتی ہے تو وہ ڈرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں سابقہ گناہوں کی وجہ سے پکڑنے کا حکم نہ دیا ہو۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے وَیَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا رَهَبًا اس طرح ہے اشارہ کرتے ہوئے اپنی ہتھیلی کو پھیلایا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابو نعیم نے الحلیہ میں، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عبد اللہ بن حکیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیا، پہلے انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء فرمائی پھر کہا میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور اس کی شان کے لائق اس کی تعریف کرنے، بیم و رجا کیفیت میں رہنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا اور ان کے گھر والوں کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا اِنَّهُمْ یُسٰرِعُوْنَ الخ۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے خٰشِعِیْنَ کا مطلب مُتَوَاضِعِیْنَ بیان فرمایا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے الضحاک سے روایت کیا ہے کہ وَ كَانُوْا لَنَا خٰشِعِیْنَ وہ ہماری بارگاہ میں عجز کا اظہار کرتے ہیں۔

وَ الَّتِیْۤ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِیْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَ جَعَلْنٰهَا وَ ابْنَهَاۤ اٰیَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۱﴾

"اور یاد کرو اس خاتون کو جس نے محفوظ رکھا اپنی عصمت کو۔ پس ہم نے پھونک دیا اس میں اپنی روح سے اور ہم نے بنا دیا اسے اور اس کے بیٹے کو (اپنی قدرت کی) نشانی سارے جہان والوں کے لیے"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 98 2۔ ایضاً

3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 415 (3447)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قیصر نے معاویہ کی طرف خط لکھا کہ تم مجھے یہ بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے بندوں میں سے معزز ترین کون ہے اور اس کی بندیوں میں سے مکرم ترین کون ہے؟ حضرت معاویہ نے جواباً لکھا تو نے جو مجھ سے سوال کیا ہے میں اس کے متعلق یہ کہتا ہوں کہ معزز ترین بندہ آدم ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا پھر اسے تمام اسماء سکھائے اور اس کی بندیوں میں سے معزز ترین مریم بنت عمران ہے جس نے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا۔

امام عبدالرزاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَنَفَخْنَا فِيهَا مِن رُّوحِنَا کے تحت روایت کیا ہے کہ آپ کے گریبان میں (جبرئیل) نے پھونک ماری۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: آپ کی عصمت میں پھونک ماری۔

إِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ ﴿٩٢﴾ وَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ ۖ كُلٌّ إِلَيْنَا رَاجِعُونَ ﴿٩٣﴾ فَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهِ وَإِنَّا لَهُ كَاتِبُونَ ﴿٩٤﴾ وَحَرَامٌ عَلَىٰ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿٩٥﴾

"(اے ان انبیاء کو ماننے والو!) یہی (توحید) تمہارا دین ہے جو ایک دین ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں پس میری بندگی کیا کرو۔ مگر لوگوں نے پارہ پارہ کر ڈالا اپنے دین کو آپس میں (آخر کار) سب ہماری طرف ہی لوٹنے والے ہیں۔ پس جو شخص کرتا رہا کوئی نیک کام بشرطیکہ وہ مومن ہو تو رائیگاں نہیں جانے دیا جائے گا اس کی کوشش کو اور ہم اس کے لیے (اس کے عملوں کو) لکھنے والے ہیں۔ اور ناممکن ہے اس بستی کے لیے جس کو ہم نے برباد کر دیا کہ اس کے باشندے پھر لوٹ کر آئیں"۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے إِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً کے تحت روایت کیا ہے کہ تمہارا دین ایک ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ تمہارا دین ایک ہے اور تمہارا رب ایک ہے اور شریعت مختلف ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت الکلبی رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ تمہاری زبان ایک ہے۔

ابن جریر نے ابن زید سے وَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ دین میں لوگوں نے اختلاف کیا۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 100، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 101

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے وَحَرْمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ پڑھا ہے۔

عبد بن حمید نے ابن الزبیر سے روایت کیا ہے کہ بچے یہاں وَحَرْمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ پڑھتے ہیں حالانکہ یہ وَحَرْمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ حرام یعنی الف کے ساتھ پڑھتے تھے۔

امام الفریابی، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس کا ہلاک کرنا واجب ہے۔ ہم نے اسے ہلاک کر دیا اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ وہ دنیا کی طرف نہیں لوٹیں گے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ وَحَرْمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ پڑھتے تھے فرماتے تھے کہ اس کا مطلب ہے کہ اس بستی کا ہلاک کرنا واجب ہے۔ جس طرح اس آیت میں فرمایا اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ (یس)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ اور سعید بن جبیر رحمہما اللہ سے یہی روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ ابن عباس وَحَرْمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ پڑھتے تھے، سعید نے پوچھا حَرْمٌ کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے فرمایا یحرم۔ (1)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے وحرم روایت کیا ہے اور اس کا مطلب وجب ہے یعنی ہم نے دنیا میں ان پر ہلاکت کو واجب کر دیا ہے۔ جس نظریہ پر قائم ہیں اس سے کبھی نہیں لوٹیں گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے حَرْمٌ کا مطلب حبشی لغت میں وجب ہے۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: وَحَرْمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ یعنی اس پر واجب ہے کہ جب وہ ہلاک ہو جائے تو دنیا کی طرف نہ لوٹے۔

حَتّٰۤى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾
وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِیَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ
يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِیْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۹۷﴾

”یہاں تک کہ جب کھول دیئے جائیں گے یاجوج اور ماجوج اور وہ ہر بلندی سے بڑی تیزی کے ساتھ نیچے اترنے لگیں گے۔ (تب معلوم ہوگا کہ) قریب آ گیا ہے سچا وعدہ، تو اس وقت تاڑے لگ جائیں گی نظریں ان لوگوں کی جنہوں نے کفر کیا تھا (کہیں گے) صد حیف! ہم تو غافل رہے اس امر سے بلکہ ہم تو ظالم تھے“۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فُتِحَتْ کو تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے اور يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ کے ہمزہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 102

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ هُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ تمام لوگ قیامت کے روز جس مکان سے آئیں گے وہ بلند ہو گا۔ (1)

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَ هُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ وہ ہر ٹیلہ سے نیچے اترنے لگیں گے۔ (2)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حَدَبٍ سے مراد بلند جگہ ہے يَّنْسِلُوْنَ آئیں گے۔ (3)

امام الطستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے پوچھا کہ وَ هُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ کا کیا مطلب ہے؟ تو انہوں نے فرمایا وہ ہر طرف سے زمین کے جوف میں پھیلیں گے، نافع نے کہا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے طرفہ کا قول نہیں سنا:

فَاَمَّا يَوْمُهُمْ فَيَوْمَ سُوْءٍ تَخْطَفُنَ بِالْحَدَبِ الصُّقُوْرُ

''وہ دن برا دن تھا جس میں شکرے انہیں بلندی سے اچک رہے تھے''۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید سے روایت کیا ہے کہ يَاْجُوْجُ وَ مَاْجُوْجُ کا نکلنا قیامت کے دن کا آغاز ہے۔ (4)

امام حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کل جدث یعنی جیم اور الثاء کے ساتھ پڑھا ہے جیسے اس آیت میں فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ۝ (یاسین) اور الاحداث سے مراد قبور ہیں۔ (5)

امام احمد، ابو یعلی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن حبان، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: یاجوج و ماجوج لوگوں پر نکلیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ پس وہ لوگوں پر بھی غالب آجائیں گے۔ مسلمان اپنے شہروں اور قلعوں میں ان سے چھپ جائیں گے۔ اپنے مویشی بھی اپنے ساتھ ملا لیں گے۔ یاجوج و ماجوج زمین کے پانی پی جائیں گے حتی کہ انہیں خشک کر دیں گے حتی کہ بعض اس نہر سے گزریں گے تو کہیں گے کبھی یہاں پانی ہوا کرتا تھا۔ جب لوگوں میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہے گا تو سوائے ان لوگوں کے جو کسی قلعے یا شہر میں محفوظ ہوں گے، تو یاجوج و ماجوج میں سے کوئی کہے گا یہ اہل زمین ان سے تو ہم فارغ ہو گئے، اب آسمان والے ہی باقی ہیں، ان میں سے کوئی اپنا نیزہ لہرائے گا پھر اسے آسمان کی طرف پھینکے گا تو وہ آزمائش و فتنہ کے طور پر خون آلود ہو کر واپس آئے گا، وہ اسی کیفیت میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا فرمائے گا جو مکڑی کے کیڑے کی طرح ہو گا، وہ صبح کے وقت سب مر جائیں گے، ان کی کوئی آواز سنائی نہ دے گی، مسلمان کہیں گے کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو ہمارے لیے اپنی جان کی قربانی دے اور دیکھے کہ ہمارے ان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 106 2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 108 3۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 107

4۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 108 5۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 268 (2966)، دار الکتب العلمیہ بیروت

دشمنوں کے ساتھ کیا ہوا۔ پس ایک شخص ثواب کی نیت سے نکلے گا جب کہ وہ اپنے قتل ہو جانے کا یقین کر چکا ہوگا۔ وہ اترے گا تو انہیں ایک دوسرے کے اوپر مردہ پائے گا۔ وہ آواز دے گا اے مسلمانو! خوش خبری ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف سے تمہارے دشمن کا کام تمام کر دیا ہے۔ پس مسلمان اپنے شہروں اور قلعوں سے باہر آ جائیں گے۔ اپنے مویشیوں کو چرائیں گے تو ان کے لیے سوائے یاجوج و ماجوج کے گوشت کے کوئی چراگاہ نہ ہوگی۔ پس وہ اس کا ایسا شکریہ ادا کریں گے جو انہوں نے نباتات کے ملنے پر بھی کبھی ادا نہیں کیا ہوگا جو انہیں پہلے میسر آتی تھیں۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن المنذر، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی نے البعث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: معراج کی رات میں ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام سے ملا، وہ قیامت کا ذکر کر رہے تھے، انہوں نے معاملہ ابراہیم علیہ السلام کی طرف لوٹایا تو انہوں نے فرمایا: مجھے تو اس کا کوئی علم نہیں ہے۔ پھر معاملہ موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹایا تو انہوں نے بھی فرمایا مجھے اس کا کوئی علم نہیں ہے، پھر معاملہ عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹایا تو انہوں نے فرمایا اس کا وقوع تو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی نہیں جانتا لیکن میرے رب نے جو مجھے آگاہی بخشی ہے وہ یہ ہے کہ دجال نکلے گا اور میرے ساتھ دو چھڑیاں ہوں گی۔ جب وہ مجھے دیکھے گا تو رصاص کی طرح پگھل جائے گا۔ جب وہ مجھے دیکھے گا تو اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کر دے گا حتی کہ پتھر اور درخت کہیں گے اے مسلم! میرے نیچے کافر (چھپا ہوا) ہے، آؤ اسے قتل کرو۔ پس اللہ تعالیٰ کافروں کو ہلاک کر دے گا۔ پھر لوگ اپنے شہروں کی طرف لوٹیں گے، یاجوج و ماجوج جس چیز پر بھی آئیں گے اسے ہلاک کر دیں گے۔ وہ کسی پانی سے گزریں گے تو اسے پی جائیں گے۔ پھر لوگ لوٹیں گے اور ان کی شکایت کریں گے، پس وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج کو ہلاک کر دے گا حتی کہ زمین پر ان کی بدبو پھیل جائے گی۔ اللہ تعالیٰ بارش نازل فرمائے گا، وہ ان کے جسموں کو بہا کر سمندر میں لے جائے گی اور مجھے جو اللہ تعالیٰ نے آگاہی بخشی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ جب معاملہ اس طرح ہے تو قیامت اس حاملہ عورت کی طرح ہے، جس کے دن مکمل ہو چکے ہوں اس کے گھر والوں کو علم نہیں ہوتا کہ یہ اچانک دن کے وقت یا رات کے وقت بچہ جنم دے گی۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے اس بات کی تصدیق کتاب اللہ میں بھی پائی **حَتّٰۤی اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَ مَاْجُوْجُ** فرماتے ہیں ہر مکان جس سے لوگ قیامت کے روز آئیں گے وہ بلند ہوگا۔ (2)

امام احمد اور ابن ابی حاتم نے حضرت خالد بن عبد اللہ بن حرملہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت حذیفہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا جب کہ آپ بچھو کے کاٹنے کی وجہ سے اپنی انگلی پر پٹی باندھے ہوئے تھے۔ فرمایا تم کہتے ہو تمہارا کوئی دشمن نہیں تم ہمیشہ دشمن سے جنگ کرتے رہو گے حتی کہ یاجوج و ماجوج آئیں گے جن کے چہرے چوڑے ہوں گے، آنکھیں چھوٹی ہوں گی اور ان کی پلکیں سرخ ہوں گی، ہر بلندی سے اتریں گے۔ ان کے چہرے گویا چمڑے کی چوڑی ڈھالیں ہیں۔ (3)

1۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 449، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، جلد 11، صفحہ 451، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 271، دار صادر بیروت

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن ابی یزید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ابن عباس نے بچوں کو دیکھا کہ وہ کھیلتے ہوئے ایک دوسرے کے اوپر چڑھ رہے تھے۔ ابن عباس نے فرمایا یاجوج وماجوج اسطرح نکلیں گے۔ (1)

امام احمد، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن المنذر اور بیہقی نے البعث میں نواس بن سمعان سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک صبح دجال کا ذکر کیا تو دوران گفتگو آپ کی آواز کبھی پست ہو جاتی اور کبھی بلند ہو جاتی۔ ہمیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وعظ سے یوں محسوس ہونے لگا کہ دجال کھجوروں کے جھنڈ میں ہے (پھر جب ہم آپ ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے ہمارے چہروں سے دجال کا خوف پہچان لیا)۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے تم پر دجال سے زیادہ کسی اور چیز کا خوف ہے (جو قریب قیامت میں) ظاہر ہوگی۔ اگر دجال نکلے گا اور میں تمہارے درمیان موجود ہوں گا تو میں اس سے جھگڑوں گا اور اگر میری عدم موجودگی میں نکلے گا تو ہر شخص خود اس کا مقابلہ کرے گا۔ اللہ کریم میری طرف سے اس سے ہر مسلمان کی حفاظت فرمائے گا۔ وہ گھنگھریالے بالوں والا جوان ہوگا، اس کی ایک آنکھ کا ڈھیلا باہر نکلا ہوا ہوگا، اس کے گھوڑے شام اور عراق کے درمیان نکلیں گے، وہ دائیں، بائیں فساد پھیلائے گا اے اللہ کے بندو! ثابت قدم رہنا، ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ وہ زمین میں کتنا عرصہ ٹھہرے گا؟ ﷺ فرمایا چالیس دن (اس وقت) ایک دن سال کی طرح ہو گا، ایک دن ایک مہینہ کی طرح ہوگا، ایک دن جمعہ کی طرح ہوگا اور (باقی) تمام دن تمہارے دنوں کی طرح ہوں گے۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ ایک دن جو سال کا ہوگا کیا اس میں ہماری ایک دن کی نمازیں کافی ہوں گی۔ فرمایا نہیں بلکہ تم اندازہ سے نماز ادا کرنا۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ وہ زمین سے کتنا جلدی چلے گا؟ فرمایا وہ اس بادل کی طرح تیز چلے گا جس کو پیچھے سے ہوا دھکیل رہی ہوتی ہے، دجال ایک قبیلہ کے پاس سے گزرے گا، انہیں اپنی طرف بلائے گا تو وہ اس پر ایمان لے آئیں گے وہ آسمان کو حکم دے گا۔ تو وہ بارش برسا دے گا، زمین کو حکم دے گا تو وہ اناج و سبزہ آگا دے گی۔ ان کے اونٹ شام کو واپس آئیں گے تو ان کی کوہانیں پہلے کی نسبت لمبی ہوں گی، ان کی اونٹنیوں کے کھیریاں مکمل بھری ہوئی ہوں گی اور اس کے پہلو لمبے ہو چکے ہوں گے۔ پھر وہ ایک اور قبیلہ کے پاس آئے گا، انہیں اپنی طرف بلائے گا، وہ اس کی بات کو رد کر دیں گے، ان کے اموال اس کے پیچھے چلے جائیں گے۔ وہ قحط میں مبتلا ہو جائیں گے، ان کے اموال میں سے کچھ بھی ان کے پاس نہیں رہے گا۔ پھر وہ ایک بنجر زمین پر آئے گا، اسے کہے گا اپنے خزانے اگل دے۔ پس اس کے خزانے نکل کر شہد کی مکھیوں کی طرح اس کے پیچھے پیچھے چل پڑیں گے، پھر وہ ایک جوان آدمی کو حکم دے گا پھر اسے قتل کرے گا اور تلوار کے وار اس پر کرے گا۔ وہ اسے دو ٹکڑے کر دے گا جس طرح نشانہ کا شکار ہوتا ہے۔ پھر وہ اسے بلائے گا تو وہ اس کی طرف (زندہ ہو کر) آجائے گا۔ اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمائیں گے۔ وہ دمشق کی مشرقی جانب سفید مینارہ کے پاس فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے، عیسیٰ علیہ السلام دجال کا پیچھا کریں گے اور اس کو مقام لد کے مشرقی دروازے کے پاس قتل کریں گے، اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائیں گے میں نے کچھ ایسے بندے (یاجوج و ماجوج)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 104، دار احیاء التراث العربی بیروت

نکالے ہیں جن سے کسی کو جنگ کرنے کی طاقت نہیں، تم میرے بندوں کو طور کی طرف لے جاؤ۔ پھر اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج کو نکالے گا۔ وہ ہر ٹیلے سے نکل پڑیں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھی سب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑاتے رہیں گے حتی کہ اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا فرمائے گا۔ اس کی وجہ سے وہ ایک شخص کی موت کی طرح سب مر جائیں گے، پھر عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھی زمین پر اتریں گے، وہ ہر طرف ان کی بدبو پائیں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھی پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں گے، اللہ تعالیٰ بختی اونٹوں کی گردنوں کی طرح پرندے بھیجے گا۔ وہ پرندے یاجوج و ماجوج کے جسموں کو اٹھا کر وہاں پھینک آئیں گے جہاں اللہ تعالیٰ چاہے گا، پھر اللہ تعالیٰ (چالیس دن) بارش برسائیں گے جس سے مٹی کا گھر اور اون سے بنا ہوا خیمہ کوئی بھی محروم نہیں رہے گا، زمین دھل جائے گی اور صاف وشفاف ہو جائے گی۔ پھر زمین کو حکم ہوگا اپنے پھل اگا دے۔ اس وقت پھر اتنی برکت ہوگی کہ ایک انار کو ایک پوری جماعت کھائے گی، اس کے چھلکے سے لوگ سایہ حاصل کریں گے۔ دودھ میں بڑی برکت ہوگی حتی کہ دودھ دینے والی ایک اونٹنی لوگوں کے کئی گروہوں کے لیے کافی ہوگی اور ایک گائے ایک قبیلہ کے لیے کافی ہوگی، ایک بکری ایک گھر کے لیے کافی ہوگی۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا چلائے گے جو ہر مومن و مسلمان کی بغل کے نیچے لگے گی تو اس طرح ہر مسلمان کی روح پرواز کر جائے گی۔ صرف برے لوگ باقی رہ جائیں گے جو گدھوں کی طرح لڑتے ہوں گے۔ ان پر ہی قیامت قائم ہوگی۔ (1)

امام ابن المنذر رنے حضرت ابن جریج سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یاجوج و ماجوج کے نکلنے کے وقت گھوڑی بچہ جنم دے گی کہ اس کے بچے پر سواری نہیں کی جائے گی کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کی نشانیوں میں سے پہلی نشانیاں یہ ہیں: دجال کا خروج، عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور ایک آگ عدن کی گہرائی سے نکلے گی جو لوگوں کو محشر کی طرف ہانک کر لے جائے گی، جب لوگ قیلولہ کریں گے تو وہ ان کے ساتھ قیلولہ کرے گی۔ جب وہ راتیں گزاریں گے تو وہ ان کے ساتھ رات گزارے گی، دھواں، دابہ، یاجوج و ماجوج۔ حضرت حذیفہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! یاجوج و ماجوج کیا ہیں؟ فرمایا یہ امتیں ہیں، ہر امت چار لاکھ امت ہے ان میں سے کوئی شخص فوت نہیں ہوگا حتی کہ اپنی صلب سے ہزار آنکھ اپنے سامنے چلتے ہوئے دیکھے گا۔ وہ آدم کی اولاد ہیں۔ وہ دنیا کی خرابی کی طرف چلیں گے۔ ان کا مقدمہ (پہلا دستہ) شام میں ہوگا، ساقہ (پچھلا دستہ) عراق میں ہوگا۔ وہ دنیا کی نہروں سے گزریں گے۔ وہ فرات، دجلہ اور بحیرہ طبریہ کو پی جائیں گے حتی کہ وہ بیت المقدس آئیں گے تو وہ کہیں گے ہم نے اہل دنیا کو قتل کر دیا۔ اب آسمان والوں سے قتال کریں۔ وہ اپنے نیزے اور تیر آسمان کی طرف پھینکیں گے تو وہ خون آلود ہو کر واپس آئیں گے۔ وہ کہیں گے ہم نے آسمان والوں کو بھی قتل کر دیا۔ عیسیٰ علیہ السلام اور مسلمان جبل طور پر ہوں گے پھر عیسیٰ علیہ السلام آسمان کی طرف ہاتھ بلند کریں گے یعنی دعا کریں گے۔ مسلمان آمین کہیں گے، اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج پر ایک کیڑا مسلط کرے گا جسے النغف کہا جاتا ہے، وہ ان کے

1۔ سنن ترمذی، باب ماجاء فی فتنۃ الدجال، جلد 4، صفحہ 442 (2240)، دار الکتب العلمیہ بیروت

نتھنوں میں داخل ہوگا تو وہ شام کے وسط سے لے کر مشرق کے وسط تک صبح کے وقت مرجائیں گے حتی کہ ان کے مردہ جسموں کی وجہ سے زمین بدبودار ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم دے گا تو وہ اس طرح بارش برسائے گا گویا کہ مشکیزوں کے منہ کھل گئے ہیں، پس ساری زمین ان کے مرداروں اور بدبو سے پاک ہو جائے گی، اس وقت سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یاجوج و ماجوج نکلیں گے تو زمین میں سمندر کی موجوں کی طرح آئیں گے اور زمین میں فساد پھیلائیں گے۔ پھر آپ نے بطور دلیل یہ آیت پڑھی وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ پھر اللہ تعالیٰ ان پر نغف کیڑے کی طرح کا ایک جانور مسلط کرے گا۔ وہ ان کے کانوں اور نتھنوں میں داخل ہو جائے گا۔ اس کی وجہ سے یاجوج و ماجوج سب مر جائیں گے۔ پس ان کے مردہ جسموں کی وجہ سے زمین بدبودار ہو جائے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ بارش برسائے گا تو ان کے جسموں سے زمین صاف ہو جائے گی۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابو سعید نے فرمایا: یاجوج و ماجوج نکلیں گے تو وہ سب لوگوں کو قتل کر دیں گے سوائے ان لوگوں کے جو قلعوں میں بند ہوں گے۔ یاجوج و ماجوج بحیرہ (طبریہ) سے گزریں گے۔ اس کا پانی پی جائیں گے، پھر گزرنے والا وہاں سے گزرے گا تو کہے گا کبھی یہاں پانی ہوا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان پر نغف کیڑے کو مسلط کر دے گا حتی کہ وہ انکی گردنیں توڑ دے گا۔ پس وہ سب ہلاک ہو جائیں گے۔ قلعوں میں محبوس لوگ کہیں گے، اللہ کے دشمن ہلاک ہو گئے ہیں، وہ ایک شخص کو بھیجیں گے تاکہ وہ صورت حال کو ملاحظہ کرے۔ اور اس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ شرط رکھی کہ وہ انہیں زندہ پائے گا تو وہ اسے اٹھالیں گے، پس اس نے دیکھا کہ وہ ہلاک ہو چکے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش نازل فرمائے گا جو ان کے جسموں کو بہا کر سمندر میں لے جائے گی۔ زمین ان کے مردہ جسموں سے پاک ہو جائے گی، ان کے بعد لوگ درخت اور کھجوریں لگائیں گے۔ زمین اپنا پھل نکالے گی جس طرح کہ اس نے یاجوج و ماجوج کے زمانہ میں نکالا تھا۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یاجوج و ماجوج نکلنے کے وقت دیوار کو کھودیں گے حتی کہ قریب والے لوگ ان کے بسولوں کی آواز سنیں گے، جب شام ہوگی تو وہ کہیں گے کل آئیں گے تو نکل جائیں گے، اللہ تعالیٰ دیوار پھر پہلے کی طرح بنا دے گا، وہ دوسرے دن آئیں گے، دیوار کو کھودیں گے حتی کہ قریب والے ان کے بسولوں اور ہتھوڑوں کی آواز سنیں گے۔ جب رات ہوگی تو وہ کہیں گے کل آئیں گے تو نکل جائیں گے۔ وہ اگلے دن آئیں گے تو دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے دیوار کو پھر پہلے کی طرح بنا دیا ہے، وہ دیوار کو کھودیں گے حتی کہ قریب والے ان کے بسولوں کی آواز سنیں گے، جب رات ہوگی تو اللہ تعالیٰ ان کے ایک شخص کی زبان پر یہ الفاظ جاری فرمائے گا: ان شاء اللہ کل ہم نکل جائیں گے۔ وہ اگلے دن آئیں گے تو دیوار کو اسی حالت میں پائیں گے جس حالت میں چھوڑ کر گئے تھے۔ وہاں سے پھاڑ دیں گے پھر باہر نکل آئیں گے، پہلا گروہ بحیرہ سے گزرے گا۔ تو اس کا سارا پانی پی جائے گا پھر دوسرا گروہ گزرے گا تو وہ اس کی مٹی بھی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 103، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 107 3۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 104

چاٹ جائیں گے۔ پھر تیسرا گروہ گزرے گا تو وہ کہیں گے کبھی یہاں پانی ہوا کرتا تھا۔ لوگ ان سے بھاگ جائیں گے، کوئی چیز بھی ان کے سامنے نہ ٹھہرے گی۔ وہ اپنے تیر آسمان کی طرف پھینکیں گے تو وہ خون آلود ہو کر واپس آئیں گے، وہ کہیں گے ہم نے اہل زمین اور اہل آسمان پر غلبہ پالیا۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام یاجوج و ماجوج کے خلاف دعا فرمائیں گے۔ عرض کریں گے اے اللہ! ہمیں ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں تو خود ہماری طرف سے ان کی کفایت فرما۔ پس اللہ تعالیٰ ان پر ایک کیڑا مسلط فرمائے گا جس کو النغف کہا جاتا ہے، پس وہ ان کی گردنیں توڑ دے گا، پھر اللہ تعالیٰ ان پر پرندے بھیجے گا جو انہیں اپنی چونچوں میں اٹھا کر سمندر میں پھینک آئیں گے، پھر اللہ تعالیٰ بارش برسائے گا جس کا نام الحیاۃ ہوگا، وہ زمین کو ان کے جسموں سے پاک صاف کر دے گی۔ پھر زمین اپنا اناج اگائے گی حتیٰ کہ ایک انار سے ایک السکن سیر ہوگا۔ پوچھا گیا اے کعب السکن سے کیا مراد ہے؟ فرمایا اس سے مراد پورا گھرانہ ہے، لوگ اسی حالت میں ہوں گے کہ ان کے پاس ایک چیخنے والا آئے گا اور کہے گا: پتلی پنڈلیوں والا بیت اللہ شریف کو گرانے کے ارادہ سے آچکا ہے، پھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو سات سو یا سات سو اور آٹھ سو فرشتوں کے درمیان مبعوث فرمائے گا، جب وہ راستہ پر ہوگا تو اللہ تعالیٰ دائیں طرف سے پاک ہوا چلائے گا، جس میں ہر مومن کی روح قبض ہو جائے گی۔ پھر شرارتی لوگ باقی رہ جائیں گے۔ وہ جانوروں کی طرح جماع کریں گے (برسرراہ) اور قیامت کی مثل اس شخص کی طرح ہوگی جو اپنی گھوڑی کے اردگرد چکر لگاتا رہتا ہے کہ کس وقت بچہ جنم دیتی ہے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: جب سے یہ دنیا وجود میں آئی ہے اس کے ہر سو سال پر ایک نیا حادثہ رونما ہوتا ہے۔ فرمایا یاجوج و ماجوج نکلیں گے۔ اور وہ اس کیفیت میں نکلیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَ هُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ پس ان کا پہلا گروہ نہر عجاج پر آئے گا تو اس کا سارا پانی پی جائے گا حتیٰ کہ ایک قطرہ بھی باقی نہیں رہے گا، دوسرا گروہ آئے گا، وہ وہاں سے گزرے گا تو کہے گا کبھی یہاں پانی ہوا کرتا تھا۔ وہ زمین میں فساد پھیلائیں گے وہ ایلیا کے شہر میں مومنین کا محاصرہ کریں گے، وہ کہیں گے زمین میں جو بھی ہے ہم نے اسے ذبح کر دیا۔ آؤ اب آسمان والوں پر تیر اندازی کریں۔ وہ آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے تو وہ خون آلود واپس آئیں گے۔ وہ کہیں گے زمین اور آسمان پر جو موجود تھا ہم نے اسے قتل کر دیا، مومنین عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کریں گے اے روح اللہ! یاجوج و ماجوج کے خلاف اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں۔ وہ ان کے خلاف دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے کانوں میں نغف کیڑا پیدا فرما دے گا جو ان تمام کو ایک رات میں قتل کر دے گا حتیٰ کہ ان کے مرداروں کی وجہ سے زمین بدبودار ہو جائے گی، مومنین عرض کریں گے اے روح اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں ہم ڈر رہے ہیں کہ ان کے مرداروں کی بدبو سے ہم مر جائیں گے، پس اللہ تعالیٰ سے عیسیٰ علیہ السلام دعا فرمائیں گے تو اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش برسائے گا جو انہیں بہا کر سمندر میں ڈال دے گی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اگر ایک شخص نے گھوڑے کا بچہ، یاجوج و ماجوج کے بعد رکھا ہوگا تو اس پر سوار نہیں ہوگا کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ (2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 105، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 109

امام ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، ابویعلی، ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یاجوج و ماجوج کے نکلنے کے بعد بھی اس گھر کا حج کیا جائے گا اور عمرہ کیا جائے گا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فرماتے ہیں اس کا مطلب ہے کہ قیامت کا دن قریب ہے، الربیع سے اس جملہ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس وقت ان پر قیامت قائم ہوگی۔

اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۭ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ۞98
لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَاۗءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ۭ وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۞99 لَهُمْ فِيْهَا
زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ۞100 اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ
اُولٰۗىِٕكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۞101 لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ مَا
اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ۞102 لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ
الْمَلٰۗىِٕكَةُ ۭ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۞103 يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاۗءَ
كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۭ كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ۭ وَعْدًا عَلَيْنَا ۭ
اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ۞104

"(اے مشرکو!) تم اور جن بتوں کی تم عبادت کیا کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر سب جہنم کا ایندھن ہوں گے تم اس میں داخل ہونے والے ہو۔ (سوچو!) اگر یہ خدا ہوتے تو نہ داخل ہوتے جہنم میں اور (جھوٹے خدا اور ان کے پجاری) سب اسی میں ہمیشہ رہیں گے۔ وہ جہنم میں (شدت عذاب سے) چیخیں گے اور اس میں اور کچھ نہ سن سکیں گے۔ بلاشبہ وہ لوگ جن کے لیے مقدر ہو چکی ہے ہماری طرف سے بھلائی تو وہی اس جہنم سے دور رکھے جائیں گے۔ وہ اس کی آہٹ بھی نہ سنیں گے اور وہ ان (نعمتوں) میں جن کی خواہش انہوں نے کی تھی ہمیشہ رہیں گے۔ نہ غمناک کرے گی انہیں بڑی گھبراہٹ اور فرشتے ان کا استقبال کریں گے (انہیں بتائیں گے) یہی وہ تمہارا دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ (یاد کرو) جس دن ہم لپیٹ دیں گے آسمان کو جیسے لپیٹ دیئے جاتے ہیں طومار میں کاغذات جیسے ہم نے آغاز کیا تھا ابتدائے آفرینش کا اسی طرح ہم اسے لوٹائیں گے، یہ وعدہ (پورا کرنا) ہم پر لازم ہے، یقیناً ہم (ایسا) کرنے والے ہیں"۔

الفریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ اور ابوداؤد (نے الناسخ میں) اور حاکم (انہوں نے اسے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فتنۃ الدجال، جلد 7، صفحہ 501، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

صحیح کہا ہے) نے کئی طرق سے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اِنَّكُمۡ وَمَا تَعۡبُدُوۡنَ الخ کا ارشاد نازل ہوا تو مشرکین نے کہا پھر تو ملائکہ، عیسیٰ اور عزیز علیہ السلام کی بھی پوجا کی جاتی ہے (ان کا بھی یہی حشر ہوگا)۔ تو اللہ تعالیٰ نے اِنَّ الَّذِيۡنَ سَبَقَتۡ لَهُمۡ مِّنَّا الۡحُسۡنٰٓى الخ کی آیت نازل فرمادی، یعنی عیسیٰ علیہ السلام، عزیر علیہ السلام اور ملائکہ دوزخ سے دور رکھے جائیں گے۔(1)

امام ابن مردویہ اور الضیاء رحمہما اللہ نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: عبد اللہ بن الزبعری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آیا اور کہا تم کہتے ہو کہ تم پر یہ آیت نازل ہوئی اِنَّكُمۡ وَمَا تَعۡبُدُوۡنَ الخ، ابن الزبعری نے کہا: سورج، چاند، فرشتے، عزیز، عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کی جاتی ہے، یہ سب ہمارے خداؤں کے ساتھ جہنم میں جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی: وَلَمَّا ضُرِبَ ابۡنُ مَرۡيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوۡمُكَ مِنۡهُ يَصِدُّوۡنَ۝ (الزخرف) پھر یہ آیت نازل فرمائی اِنَّ الَّذِيۡنَ سَبَقَتۡ لَهُمۡ مِّنَّا الۡحُسۡنٰٓى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنۡهَا مُبۡعَدُوۡنَ۔

امام ابوداؤد (نے الناسخ میں) ابن المنذر، ابن مردویہ اور الطبرانی رحمہم اللہ نے ایک دوسرے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب اِنَّكُمۡ وَمَا تَعۡبُدُوۡنَ الخ کا ارشاد نازل ہوا تو اہل مکہ کو بڑی تکلیف ہوئی کہنے لگے: ہمارے خداؤں کو انہوں نے برا بھلا کہا ہے۔ ابن الزبعری نے کہا میں تمہاری خاطر محمد سے جھگڑا کروں گا، اسے بلاؤ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا گیا تو اس نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ حکم ہمارے خداؤں نے ساتھ خاص ہے یا ہر اس معبود کے لیے ہے جس کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہر اس شخص کے لیے ہے جس کی عبادت کی جاتی ہے (اور وہ اس کو پسند کرتا ہے)۔ ابن الزبعری نے کہا رب کعبہ کی قسم! میں تجھ سے جھگڑا کروں گا، کیا تم خود نہیں کہتے عیسیٰ عبد صالح تھے، عزیر عبد صالح تھے اور ملائکہ نیک سیرت مخلوق ہیں، یہود، عزیر علیہ السلام کی عبادت کرتے ہیں اور یہ بنو ملیح ملائکہ کی عبادت کرتے ہیں، اہل مکہ نے (اس کی یہ بات سن کر) شور مچایا اور بہت خوش ہوئے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی اِنَّ الَّذِيۡنَ سَبَقَتۡ لَهُمۡ مِّنَّا الۡحُسۡنٰٓى یعنی حضرت عزیر، عیسیٰ اور ملائکہ کے لیے ہماری طرف سے بھلائی مقدر ہو چکی ہے اُولٰٓئِكَ عَنۡهَا مُبۡعَدُوۡنَ یہ لوگ جہنم سے دور رکھے جائیں گے اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: وَلَمَّا ضُرِبَ ابۡنُ مَرۡيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوۡمُكَ مِنۡهُ يَصِدُّوۡنَ۝ (الزخرف) یہ حدیث صحیح ہے۔(2)

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: فرماتے ہیں: یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: اِنَّكُمۡ وَمَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ اَنۡتُمۡ لَهَا وٰرِدُوۡنَ۝ پھر اس آیت کریمہ نے اسے منسوخ کردیا: اِنَّ الَّذِيۡنَ سَبَقَتۡ لَهُمۡ مِّنَّا الۡحُسۡنٰٓى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنۡهَا مُبۡعَدُوۡنَ۝ یعنی عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے رفقاء۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اِنَّكُمۡ وَمَا تَعۡبُدُوۡنَ الخ پھر اس کو اِنَّ الَّذِيۡنَ سَبَقَتۡ لَهُمۡ مِّنَّا الۡحُسۡنٰٓى کی آیت نے منسوخ کردیا۔(3)

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد2، صفحہ 417 (3449)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ معجم کبیر، جلد12، صفحہ 153 (12739)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد17، صفحہ 110

امام ابن جریر نے الضحاک سے روایت کیا ہے کہ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ سے مراد بت اور ان کے پرستار ہیں۔(1)

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے حَصَبُ جَهَنَّمَ کا مطلب جہنم کا ایندھن ہے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ حَصَبُ جَهَنَّمَ سے مراد جہنم کے درخت ہیں۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے: جشی زبان میں حَصَبُ کا مطلب ایندھن ہے۔

عبد بن حمید اور ابن جریر نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حَصَبُ جَهَنَّمَ سے مراد کا ایندھن ہے۔(3)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے حَصَبُ جَهَنَّمَ کے تحت روایت کیا ہے کہ انہیں جہنم میں پھینکا جائے گا۔(4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حَصَبُ کا معنی حطب (لکڑیاں) روایت کیا ہے: بعض قراء فرماتے ہیں: حَضَبُ جَهَنَّمَ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی قرأت ہے۔(5)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جہنم ان معبودوں کے ساتھ بھڑکائی جائے گی، ان کو جہنم میں پھینکا جائے گا۔(6)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے حَضَبُ جَهَنَّمَ (یعنی الضاد سے) پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن ابی الدنیا (نے صفۃ النار میں) طبرانی اور بیہقی نے البعث میں ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب آگ میں صرف وہ باقی رہ جائیں گے جنہوں نے ہمیشہ اس میں رہنا ہے تو مشرکین کے معبودوں کو آگ کے لوہے کے تابوتوں میں رکھا جائے گا، جن میں کیل بھی آگ کے لوہے کے ہوں گے پھر ان تابوتوں کو لوہے کے اور تابوتوں میں رکھا جائے گا پھر انہیں نچلے درجے میں پھینکا جائے گا۔ ہر شخص یہ خیال کرے گا کہ اس کے سوا کسی دوسرے کو عذاب نہیں ہو رہا ہے۔ پھر عبداللہ بن مسعود نے یہ آیت پڑھی لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ۔(7)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤى سے مراد عیسیٰ علیہ السلام، ملائکہ اور عزیر علیہ السلام ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ سے مراد عیسیٰ، عزیر اور ملائکہ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے اصبغ کے طریق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا: ہر چیز جس کی بھی اللہ تعالیٰ کے علاوہ عبادت کی جاتی ہے وہ آگ میں ہے سوائے سورج، چاند اور عیسیٰ علیہ السلام کے۔

امام ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤى سے مراد اللہ کے اولیاء ہیں جو پل صراط سے بجلی بھی تیز رفتار میں گزریں گے۔ وہ جہنم کی آہٹ بھی نہیں سنیں گے اور کفار ہی محبوس ہو کر رہ جائیں گے۔

امام ابن ابی حاتم، ابن عدی اور ابن مردویہ نے النعمان بن بشیر سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ آیت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 111　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً　4۔ ایضاً
5۔ ایضاً　6۔ ایضاً　7۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 113 (عن مجاہد)

پڑھی اِنَّ الَّذِیۡنَ سَبَقَتۡ لَهُمۡ مِّنَّا الۡحُسۡنٰٓى اور فرمایا اس سے مراد میں، عمر، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد اور عبدالرحمٰن ہیں۔

عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابوعثمان النہدی سے روایت کیا ہے: لَا يَسۡمَعُوۡنَ حَسِيۡسَهَا فرماتے ہیں: پل صراط پر سانپ ہوں گے جو کفار کو کاٹیں گے اور کفار حس، حس کہیں گے، مسلمان اس حس، حس کو نہیں سنیں گے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پل صراط پر سانپ ہیں جو حس حس کی آواز نکالتے ہیں۔

امام ابن مردویہ، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن زید سے روایت کیا ہے کہ الۡحُسۡنٰٓى سے مراد سعادت ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن حاطب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے آیت کریمہ اِنَّ الَّذِیۡنَ سَبَقَتۡ لَهُمۡ مِّنَّا الۡحُسۡنٰٓى کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: اس سے مراد حضرت عثمان اور آپ کے ساتھی ہیں۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اہل جنت، دوزخیوں کی آہٹ نہیں سنیں گے جب وہ جنت میں اپنی اپنی منازل میں اتریں گے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان سے روایت کیا ہے کہ حَسِيۡسَهَا سے مراد صوتہا ہے

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ اور الحسن البصری رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سورۃ الانبیاء میں اِنَّكُمۡ وَمَا تَعۡبُدُوۡنَ الخ آیت نازل ہوئی پھر استثناء فرمائی اِنَّ الَّذِیۡنَ سَبَقَتۡ لَهُمۡ مِّنَّا الۡحُسۡنٰٓى اللہ تعالیٰ کے علاوہ عیسیٰ، عزیز اور ملائکہ کی عبادت کی گئی لیکن وہ اس عبادت کو پسند نہیں کرتے تھے اس لیے وہ وعید کے حکم سے مستثنیٰ ہیں۔(4)

ابن جریر نے الضحاک سے روایت کیا ہے: لوگ کہتے ہیں اِنَّ الَّذِیۡنَ سَبَقَتۡ لَهُمۡ مِّنَّا الۡحُسۡنٰٓى سے تمام لوگ مراد ہیں، حالانکہ معاملہ ایسا نہیں ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا اطاعت گزار ہے مثلاً عیسیٰ اور آپ کی والدہ، عزیر اور ملائکہ (علیہم السلام) ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی ان معبودوں سے استثناء کی ہے جنہیں دوزخ میں ڈالا جائے گا۔(5)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے صفۃ النار میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: لَا يَحۡزُنُهُمُ الۡفَزَعُ الۡاَكۡبَرُ جب جہنم کو جہنمیوں پر بند کر دیا جائے گا تو مومنین کو بڑی گھبراہٹ غم ناک نہ کرے گی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ الۡفَزَعُ الۡاَكۡبَرُ سے مراد دوسرا نفحہ ہے۔(6)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: یہ بڑی گھبراہٹ اس وقت ہوگی جب کفار پر دوزخ کو بند کر دیا جائے گا۔(7)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے لَا يَحۡزُنُهُمُ الۡفَزَعُ الۡاَكۡبَرُ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 115 2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 113 3۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 116
4۔ ایضاً، ایضاً، جلد 17، صفحہ 14-113 5۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 15-114 6۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 116 7۔ ایضاً

فرماتے ہیں: جب کفار پر آگ کو بند کر دیا جائے گا تو یہ بڑی گھبراہٹ ہوگی۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے: جب جہنم کو بند کیا جائے گا تو گھبراہٹ ہوگی اور فرمایا: جب موت کو ذبح کیا جائے گا تو بڑی گھبراہٹ ہوگی۔(2)

امام البزار اور ابن مردویہ نے حضرت ابو سعید الخدری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مہاجرین کے لیے سونے کے منبر ہوں گے۔ وہ قیامت کے روز ان پر بیٹھیں گے جب کہ وہ گھبراہٹ سے امن میں ہوں گے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تاریکی میں داخل ہونے والوں (یعنی اندھیرے میں نماز کو جانے والے) کو قیامت کے روز نور کے منابر کی خوش خبری سناؤ۔ لوگ اس دن پریشان ہوں گے جب کہ یہ پریشان نہ ہوں گے۔(3)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: جس دن اللہ تعالیٰ (کے عرش کے) سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا اس دن رضائے الٰہی کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرنے والے نور کے منابر پر ہوں گے، لوگ گھبرائے ہوں گے لیکن یہ پریشان نہ ہوں گے۔(4)

امام احمد اور ترمذی رحمہما اللہ (انہوں نے اسے حسن کہا ہے) نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین افراد قیامت کے روز کستوری کے ٹیلوں پر ہوں گے، انہیں قیامت کے روز بڑی گھبراہٹ پریشان نہیں کرے گی: (۱) وہ شخص جو کسی قوم کی امامت کرائے اور مقتدی اس پر خوش ہوں (۲) وہ شخص جو ہر روز اذان دیتا ہے (۳) وہ غلام جو اللہ تعالیٰ کا حق اور اپنے سرداروں کا حق ادا کرتا ہے۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: تَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ انہیں وہ فرشتے ملیں گے قیامت کے روز جو دنیا میں ان کے ساتھ تھے اور وہ کہیں گے ہم دنیا میں بھی تمہارے ساتھی رہے اور آخرت میں بھی تمہارے ساتھی ہیں، تمہارے جنت میں داخل ہونے تک ہم تم سے جدا نہ ہوں گے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ ارشاد ان کے جنت میں داخل ہونے سے پہلے ہوگا۔(6)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ السِّجِلِّ سے مراد فرشتہ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ السِّجِلِّ فرشتے کا نام ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ السِّجِلِّ فرشتہ ہے، جب وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 116
2۔ ایضاً
3۔ معجم کبیر جلد 8، صفحہ 142 (7633)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
4۔ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 492 (18001)، دار الفکر بیروت
5۔ سنن ترمذی، مع تحفۃ الاحوذی، کتاب صفۃ الجنۃ، جلد 7، صفحہ 285 (2566)، دار الکتب العلمیہ بیروت
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 117

57A

استغفار کے ساتھ اوپر جاتا ہے تو ارشاد ہوتا ہے اسے نور لکھ دو۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ابوجعفر الباقر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ السِّجِلِّ فرشتہ ہے، ہاروت و ماروت اس کے ساتھی تھے۔ ہر روز اس کے لیے تین لحات ایسے ہوتے ہیں جن میں وہ ام الکتاب میں دیکھتا ہے۔ ایک دفعہ اس نے دیکھا جب کہ اس وقت اس کو دیکھنے کی اجازت نہیں تھی، اس نے دیکھا کہ آدم علیہ السلام کو پیدا کیا جائے گا اور اس کے امور کا بھی مشاہدہ کیا۔ اس نے یہ بات آہستہ سے ہاروت و ماروت تک پہنچا دی۔ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً قَالُوْۤا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا (البقرہ:30) ''میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔ فرشتوں نے کہا کیا تو اس میں اسے خلیفہ بنا رہا ہے جو اس میں خون ریزی کرے گا''۔ یہ فرشتوں کا بغیر اجازت دیکھنا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: السِّجِلِّ فرشتہ ہے (2) جو اعمال نامہ پر مقرر کیا گیا ہے جب کوئی انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کی کتاب السجل فرشتے کے حوالے کی جاتی ہیں، وہ اسے لپیٹ دیتا ہے اور قیامت تک کے لیے اٹھا دیتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ السِّجِلِّ سے مراد صحیفہ (نامۂ اعمال) ہے۔(3)

امام ابو داؤد، نسائی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مندہ (نے المعرفہ میں)، ابن مردویہ اور بیہقی نے اپنی سنن میں (انہوں نے اسے صحیح حدیث کہا ہے) ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ السِّجِلِّ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب تھا۔(4)

امام ابن المنذر، ابن عدی اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کاتب تھا جس کو سجل کہا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان كَطَيِّ السِّجِلِّ میں یہی مراد ہے۔

امام نسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے السِّجِلِّ سے مراد انسان ہے (5)، ابن مردویہ نے لکھا ہے کہ حبشی لغت میں السِّجِلِّ انسان کو کہتے ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ کا مطلب صحیفہ کو کتاب پر لپیٹنے کی طرح ہے۔(6)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے كَمَا بَدَاْنَاۤ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُهٗ کے تحت روایت کیا ہے کہ ہم ہر چیز کو ہلاک کر دیں گے جس طرح ابتداء میں تمہاری تخلیق کی تھی پھر اسی طرح تمہاری دوسری تخلیق کریں گے۔(7)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ ہم انہیں برہنہ بدن، ننگے پاؤں اور غیر مختون لوٹائیں گے۔(8)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 117 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 118

4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً

7۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 120 8۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 119

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے جب کہ میرے پاس بنی عامر کی ایک بوڑھی عورت موجود تھی۔ پوچھا اے عائشہ! یہ بوڑھی کون ہے؟ میں نے عرض کی یہ میری خالاؤں میں سے ہے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بوڑھی عورت جنت میں داخل نہ ہوگی، اس بوڑھی بیچاری کو انتہائی پریشانی ہوئی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بوڑھیوں کو نئے سرے سے تخلیق فرمائے گا، تم دوبارہ اٹھو گے تو تم ننگے پاؤں، برہنہ جسم اور غیر مختون ہو گے۔ اس نے عرض کی: اللہ سے یہ بہت دور ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کَمَا بَدَاْنَاۤ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُهٗ ؕ وَعْدًا عَلَیْنَا ؕ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِیْنَ۔ سب سے پہلے ابراہیم خلیل الرحمن کو لباس پہنایا جائے گا۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت السدی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: لوگوں کو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز آدم علیہ السلام کے قد، جسم اور سریانی زبان پر پیدا فرمایا ہوگا، برہنہ، ننگے پاؤں اور غیر مختون ہوں گے جس طرح کہ (پہلے) پیدا ہوئے تھے۔

وَ لَقَدْ كَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ فِیْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِیْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ اِنَّمَا یُوْحٰۤى اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۸﴾

"اور بے شک ہم نے لکھ دیا ہے زبور میں پندو موعظت کے (بیان کے) بعد کہ بلاشبہ زمین کے وارث تو میرے نیک بندے ہوں گے۔ یقیناً اس قرآن میں کفایت ہے اس قوم کی (فلاح دارین) کے لیے جو عبادت گزار ہے۔ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر سراپا رحمت بنا کر سارے جہانوں کے لیے۔ فرما دیجئے کہ میرے پاس تو صرف وحی آئی ہے کہ تمہارا خدا (وہی ہے جو) ایک خدا ہے پس کیا تم اسلام لانے کے لیے تیار ہو"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ لَقَدْ كَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ کے تحت روایت کیا ہے کہ الذِّكْرِ سے مراد القرآن ہے (اس معنی کے اعتبار سے بعد بمعنی قبل ہوگا) اَنَّ الْاَرْضَ سے مراد جنت کی زمین ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الزَّبُوْرِ سے مراد قرآن ہے اور الذِّكْرِ سے مراد تورات ہے اور الْاَرْضَ سے مراد جنت ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الزَّبُوْرِ سے مراد تورات ہے اور الذِّكْرِ سے مراد تورات کے بعد کی کتب ہیں۔(3)

امام ابن جریر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ الزَّبُوْرِ سے مراد کتب سماویہ ہیں اور الذِّكْرِ سے مراد تورات ہے۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 120 2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 123 3۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 122 4۔ ایضاً

امام سعید بن منصور اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے: الزَّبُوْرِ سے مراد، تورات، انجیل اور قرآن میں اور الذِّكْرِ سے مراد وہ اصل ہے جس سے یہ کتب نقل کی گئی ہے اور وہ اصل زمین اور آسمان میں ہے۔ الْاَرْضَ سے مراد جنت ہے۔

امام ہناد، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الزَّبُوْرِ سے مراد تورات، انجیل اور قرآن ہے اور الذِّكْرِ سے مراد وہ ہے جو آسمان میں ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الزَّبُوْرِ سے مراد کتب ہیں اور الذِّكْرِ سے مراد لوح محفوظ ہے اور الْاَرْضَ سے مراد جنت ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الزَّبُوْرِ سے مراد وہ کتب ہیں جو انبیائے کرام پر نازل کی گئی ہیں اور الذِّكْرِ سے مراد وہ کتاب ہے جس میں اس سے پہلے اشیاء لکھی گئی ہیں۔(3)

امام الفریابی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ الْاَرْضَ سے مراد جنت ہے۔(4)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے تورات اور زبور میں خبر دی ہے کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ زمین کا وارث بنائے گا اور انہیں جنت میں داخل فرمائے گا۔ فرماتے ہیں عابدین سے مراد عالمین ہے۔(5)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت فرمایا ہے کہ الْاَرْضَ سے مراد جنت کی زمین ہے، اس کے وارث وہ لوگ ہیں جو جماعت کے ساتھ پانچوں نمازیں ادا کرتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت الشعبی سے روایت کیا ہے کہ الزَّبُوْرِ سے مراد داؤد علیہ السلام کی کتاب ہے اور الذِّكْرِ سے مراد تورات ہے اور الْاَرْضَ سے مراد جنت ہے۔(6)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الزَّبُوْرِ سے مراد داؤد علیہ السلام کی کتاب ہے اور الذِّكْرِ سے مراد تورات ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الْاَرْضَ سے مراد جنت ہے۔(7)

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید سے روایت کیا ہے کہ الْاَرْضَ سے مراد جنت ہے اور دلیل کے طور پر یہ آیت پڑھی: وَ قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَ اَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ نَشَآءُ۔ (زمر:74) پس جنت کا آغاز زمین میں ہے پھر اس کے درجات بلند ہیں اور آگ کا آغاز بھی زمین میں ہے اور ان دونوں کے درمیان حجاب ہے اور کوئی شخص اس دیوار کو نہیں جانتا کہ وہ کیا ہے۔ پھر یہ تلاوت فرمائی بَابٌ ؕ بَاطِنُهٗ فِیْهِ الرَّحْمَةُ وَ ظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 121 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 123
5۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 123،25 6۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 122 7۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 123

الْعَذَابُ۝ (الحدید) اور دوزخ کے درجات نیچے کی طرف جاتے ہیں اور جنت کے درجات اوپر کی طرف جاتے ہیں۔(1)

ابن جریر نے صفوان سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے عامر بن عبداللہ ابوالیمان سے پوچھا کیا مومنین کی روحیں جمع ہوں گی؟ تو انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَ لَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ (الآیہ) اس آیت میں جس زمین کا ذکر ہے اس میں تمام مومنین کی ارواح جمع ہوں گی حتی کہ دوبارہ اٹھنا پایا جائے۔(2)

امام بخاری نے التاریخ میں اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ اور ہم صالحون (نیکوکار) ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے روایت کیا ہے: اِنَّ فِيْ هٰذَا لَبَلٰغًا یعنی اس صورت میں جو احکام اور پند و نصائح ہیں وہ جنت میں داخل کرنے کے لیے کافی ہیں یا یہ معنی کہ اس قرآن میں جو احکام ہیں وہ جنت میں دخول کا سبب ہیں۔(3)

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید سے روایت کیا ہے کہ اس قرآن میں عابد قوم کے لیے منفعت اور علم ہے۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قوم سے مراد امت محمد ﷺ ہے جو نماز پنجگانہ ادا کرتے ہیں اور رمضان کے روزے رکھتے ہیں۔(5)

امام سعید بن منصور اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قوم سے مراد پانچوں نمازوں میں عبادت کی خاطر مشغول ہونے والے ہیں۔(6)

ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ آیت کریمہ پڑھی اور فرمایا: اس سے مراد مسجد حرام میں جماعت کے ساتھ پانچوں نماز پڑھنے والے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ نے المصنف میں محمد بن کعب سے روایت کیا ہے کہ قوم سے مراد پانچوں نمازیں ادا کرنے والے ہیں۔

ابن ابی حاتم نے الحسن سے روایت کیا ہے کہ لِّقَوْمٍ سے مراد جماعت کے ساتھ پانچوں نمازوں کو ہمیشہ ادا کرنے والے ہیں۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ فرماتے ہیں جو ایمان لے آیا اس کے لیے دنیا و آخرت میں رحمت مکمل ہو گئی اور جو ایمان نہیں لایا تو اسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت سے یہ حصہ ملا کہ وہ مسخ، خسف اور قذف جیسے عذاب پہلی امتوں کو جلدی دے دیے گئے وہ ان تمام عذابوں سے بچا لیا گیا۔(7)

امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! ﷺ آپ مشرکین کے لیے بددعا فرمائیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں لعنت کرنے والا نہیں بھیجا گیا میں رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔(8)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 123
2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 124
3۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 125
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 124
6۔ ایضاً
7۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 125
8۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب البر والصلۃ والادب، جلد 16-15، جلد 123 (2599)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے عالمین کے لیے رحمت اور متقین کے لیے ہدایت بنا کر بھیجا ہے۔

امام احمد، ابوداؤد اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت سلمان سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں جس امتی کو غصہ کی حالت میں برا بھلا کہوں یا میں لعنت کروں، تو میں آدم کی اولاد سے ہوں، میں بھی غصے ہوتا ہوں جیسے تم غصے ہوتے ہو، مجھے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے، میں اس پر اس اظہار ناراضگی کو قیامت کے لیے دعا بناؤں گا۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ کی وہ رحمت ہوں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو بطور تحفہ عطا فرمائی ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: عرض کی گئی یا رسول اللہ! ﷺ کیا آپ ان قریش پر لعنت نہیں کرتے جو آپ کے پاس آتے ہیں؟ فرمایا میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا بلکہ میں تو سراپا رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ ۭ وَاِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۱۱۰﴾

”اگر وہ پھر بھی روگردانی کریں تو آپ فرما دیجیے کہ میں نے آگاہ کر دیا ہے تمہیں پوری طرح اور میں نہیں سمجھتا کہ قریب ہے یا بعید جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو بات تم بلند آواز سے کہتے ہو اور جانتا ہے جو تم (اپنے دل میں) چھپاتے ہو“۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عَلٰى سَوَآءٍ کا مطلب علیٰ مھل ہے۔

وَاِنْ اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ۭ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۱۲﴾

”اور میں کیا جانوں (اس ڈھیل سے) شاید تمہارا امتحان لینا اور ایک وقت تک تمہیں لطف اندوز کرنا مطلوب ہو۔ آپ نے عرض کی میرے رب! فیصلہ فرما دے (ہمارے درمیان) حق کے ساتھ اور (اے کفار!) ہمارا رب وہ ہے جو رحمن ہے، اسی سے مدد طلب کی جاتی ہے ان باتوں پر جو تم کرتے ہو“۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: جب نبی کریم ﷺ کو معراج کرائی گئی تو اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد وَاِنْ اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ نازل فرمایا۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 437، دار صادر بیروت 2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 1، صفحہ 158، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ جب حضرت امیر معاویہ کے حق میں دست بردار ہو گئے، تو معاویہ نے کہا اٹھیے اور خطبہ ارشاد فرمایئے، حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا فرمائی پھر فرمایا میں نے حکومت امیر معاویہ کے حق میں چھوڑ دی ہے اور اس سے مقصود صرف اور صرف مسلمانوں کی اصلاح اور ان کے خون کو محفوظ کرنا ہے وَ اِنْ اَدْرِیْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَ مَتَاعٌ اِلٰى حِیْنٍ پھر آپ نے استغفار کیا اور نیچے اتر آئے۔

امام بیہقی نے الزہری سے روایت کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے یہ خطبہ دیا: اما بعد الوگو اللہ تعالیٰ نے ہمارے پہلے لوگوں کے ذریعے ہمیں ہدایت کے نور سے نوازا اور ہمارے پچھلے لوگوں کے ذریعے تمہارے خون محفوظ فرمائے، یہ حکومت ایک مدت ہے، دنیا کا معاملہ گردش میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا وَ اِنْ اَدْرِیْۤ اَقَرِیْبٌ اَمْ بَعِیْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ۝ الی قولہ ...... مَتَاعٌ اِلٰى حِیْنٍ۔ پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ (الدھر: 1) اس کے بعد یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی تُؤْتِیْۤ اُكُلَهَا كُلَّ حِیْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا (ابراہیم: 25) فرمایا یہ کھجور کے پھل دار ہونے کے وقت سے اس کے کاٹنے تک کا وقت ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی لَیَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِیْنٍ۝ (یوسف)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ اِنْ اَدْرِیْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ کے تحت روایت فرمایا ہے: میں نے تمہیں جو عذاب کے متعلق خبر دی ہے، ہوسکتا ہے وہ کچھ مدت تم سے مؤخر فرمادے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ کے تحت روایت فرمایا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ صرف حق کے ساتھ ہی فیصلہ فرماتا ہے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہارے لیے وہ دنیا میں جلدی طلب فرماتے ہیں اور وہ اپنی قوم پر اپنے رب سے سوال کرتے ہیں۔(2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی جنگ میں شریک ہوتے تو یہ کہتے رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: انبیاء کرام یہ کہتے تھے: رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَ اَنْتَ خَیْرُ الْفٰتِحِیْنَ۝ (الاعراف) اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہی کہنے کا حکم دیا رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ آپ حق پر ہیں اور ان کا دشمن باطل پر ہے لیکن پھر بھی جب دشمن سے مقابلہ ہوتا تو یہی کہتے رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ اے میرے رب! حق کے ساتھ فیصلہ فرما۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 128، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً